# دیکھی ہوئی دنیا

## جلد ہفتم

### سفرِ عمان کی سنہری یادیں

حضرت مولانا مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی حفظہ اللہ تعالیٰ

خادمِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات

خادمِ حدیث شریف: جامعہ دار الاحسان بارڈولی، گجرات

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

## تفصیلات


| | | |
|---|---|---|
| کتاب کا نام | : | دیکھی ہوئی دنیا (جلد:۷) |
| افادات | : | حضرت مفتی محمود صاحب حافظجی |
| صفحات | : | 160 |
| سن اشاعت اول | : | رجب ۱۴۴۵ھ جنوری ۲۰۲۴ء |
| ناشر | : | نورانی مکاتب |


## ملنے کے پتے


نورانی مکاتب 8140902756

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات 9913319190

مدرسہ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت 9898371086 9714814566

دار المکاتب کاپودرا 9712005458

مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، باڑولی، سورت، گجرات 9157174772

مولانا بلال صاحب گورا گودھرا 9726293096

## تفصیلی فہرست

## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ، أَمَّا بَعْدُ!

ایک لمبے عرصے سے سن رہے تھے کہ سلطنتِ عمان میں بہت سی اسلامی تاریخی یادگاریں موجود ہیں؛ اس لیے ایک مدت سے دل میں وہاں جانے کا داعیہ اور جذبہ تھا، اِس سال یعنی؛ شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے سالانہ دستار بندی کے جلسے کے بعد ''نورانی مکاتب'' کے سالانہ امتحان اور ان کے جائزے و مذاکرے کے سلسلے میں پورے گجرات کا دورہ ہوا، وہاں سے فراغت کے بعد جامعہ ''دارالاحسان'' بارڈولی کے ختمِ بخاری شریف و دستار بندی کے جلسے میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد انگلینڈ کا سفر ہوا، جہاں رمضان المبارک سے قبل دو دن اور رمضان المبارک کے چار روزے تک قیام رہا، پھر وہاں سے ''پناما'' جانا ہوا، وہاں حضرت شیخ مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم العالیہ کی خانقاہ میں کچھ مجالس تک قیام رہا، پھر وہاں سے ''ترکیہ'' ہوتے ہوئے وطنِ عزیز میں واپسی ہوئی۔

پھر تیسرے عشرے میں اول الحمد للہ! حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، مکہ مکرمہ میں عمرہ کرکے مدینۂ منورہ کی زیارت کے بعد ''جدہ'' ایئرپورٹ پہنچے، وہاں سے حبشہ (Ethopia) ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملاوی (Malawi) پہنچے، جہاں نمازِ عیدالفطر ادا کرنے کی سعادت ملی۔

''ملاوی'' سے پھر دبئی (Dubai) آنا ہوا، یہاں ہمارے کرم فرما حافظ نعیم، حافظ افضل صاحب، واصل صاحب اور حاجی عبداللطیف مکلائی صاحب کے ساتھ ڈیڑھ روز قیام کرنے کا حسین اتفاق ہوا، وہاں سے پھر چند رفقا کے ساتھ ''عمان'' کا سفر شروع ہوا۔

ماشاء اللہ! زبیر بھائی ویسے تو ہمارے سورت ضلع کے سامرود گاؤں- جو غیر مقلدیت کے حوالے سے مشہور رہا ہے- کے رہنے والے ہیں؛ لیکن پکے حنفی المسلک ہیں اور دینی وملی کاموں میں وہاں بڑھ- چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، ''پناما'' کے اسفار میں اِس وقت ہمارے میزبان یہی ہے۔

انھوں نے ممبئی سے ممبئی (آنے جانے کی) ٹکٹ کا پورا فکر کیا، اِس سال رمضان میں ''پناما'' کا ارادہ کم تھا؛ لیکن ان کے ایک ہی جملے نے عازمِ سفر کیا:

''رمضان میں لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، دینی باتیں سننے اور اُن پر عمل کرنے کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے، آپ آجائیے، ان شاء اللہ! بہت فائدہ ہوگا؛ ورنہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سوال ہوگا''۔

چناں چہ وہ اور اُن کے گھرانے کے لوگ بڑی محبت، عقیدت اور شوق کے ساتھ ہماری خدمت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ محترم حاجی زبیر بھائی اور ان کی نسلوں کو خوب نوازے، تاقیامت ان کی نسلوں کو ایمان وتقویٰ کی بہار سے مستفیض فرماوے اور اپنی رضا کی دولت سے نوازے، آمین!

ان شاء اللہ! تاریخ کے ساتھ ترتیب وار سفر کی کارگزاری آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کتاب کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے

اور امت کے لیے فائدہ کا ذریعہ بنائے، آمین۔

اِس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات نے جس طرح حصہ لیا ہے میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں؛ خاص طور پر آصف بھائی میمان اینڈ فیملی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی طرف سے اِس کتاب کے لیے مالی تعاون حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین میں اپنی رضا سے مالا مال فرماوے اور ان کو اور ان کی نسلوں کو اللہ تعالیٰ دین کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرماوے، آمین!

بندہ: محمود حافظجی بارڈولی عفی عنہ
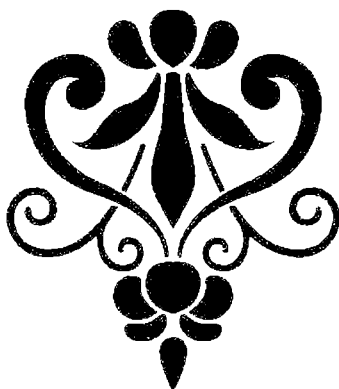
# سفرِ عمان کی سنہری یادیں

(۱)عمر فاروق ابن محمد دیواوالا (مسقط)

(۲)سلیمان ابن فرید گجیا(لندن)

(۳)لقمان بن ہارون رشید بن مولانا ہاشم راوت (لندن)

(۴)عبداللہ بن لقمان راوت (لندن)

(۵)بندہ:محمود حافظجی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَاتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ، وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴿۱۷۶﴾

ترجمہ: (اے نبی!) تم (ان کو) واقعات سناتے رہو؛ تاکہ وہ غور وفکر سے کام کریں۔

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ﴿۲۰﴾ (الذاریات)

ترجمہ: اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بہت ساری نشانیاں ہیں۔

## رفقائے سفر کا تعارف

''سفر نامے'' میں رفقائے سفر کا ذکر کرنا بندے کا معمول رہا ہے، بندے کے اِس سفر کے رفقا میں سے ایک ہمارے مرحوم چچا خلیل موسیٰ حافظ جی کی صاحب زادی کے لڑکے: ''عمر فاروق ابنِ محمد دیوا والے'' تھے۔

ہمارے مرحوم چچا کی صاحب زادی ''محمد بھائی دیوا والے'' کے نکاح میں ہے، پہلے وہ کویت میں مقیم تھے، پھر ان کی برکت ومحنت سے خاندان کے کئی افراد کویت (Kuwait) پہنچے، ایک مدت کے بعد وہ کویت سے مسقط (Muscat) چلے گئے۔

یہ عمر فاروق اِن ہی کے صاحب زادے ہیں، ماشاء اللہ! ۳۷/ سالہ نوجوان

ہیں، یہی "عمان" (Oman) ائیر پورٹ پر ہمارے استقبال کے لیے پہنچے تھے۔

تقریباً ۱۳ر سال کویت میں مقیم رہے، ابھی چار سال سے عمان میں مقیم ہیں، الحمدللہ! کپڑوں کا زبردست اور شاندار کاروبار کرتے ہیں، ایک لمبی مدت سے مسقط آنے کے لیے بندے سے اصرار کرتے رہتے تھے؛ لیکن ان کی درخواست قبول کرنے کا موقع اب ملا، ماشاء اللہ! انھوں نے بہت اچھی طرح ہمارا خیال رکھا، اللہ تعالیٰ ان کو اوران کے گھر والوں کو اِن خدمات کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، حلال، برکت والی، عزت وعافیت والی روزی عطا فرمائے، ان کے اہلِ خانہ کو دین دار بنائے، آمین!

ہمارے اِس سفر کے بہت ہی اہم (Master Key) ساتھی میرے دور کے رشتے کے بھتیجے: "سلیمان بن فرید گجیا" ہیں، چوں کہ میری والدہ مرحومہ "گجیا خاندان" سے ہیں، اِس اعتبار سے یہ میرے بھتیجے ہوتے ہیں۔

کہنے کو ان کی عمر ۴۱ر سال ہے؛ لیکن ۲۰ر سالہ نوجوان کی طرح فعال ومتحرک رہتے ہیں، ان کی جائے پیدائش "بارڈولی" ہے، ۹ر سال کی عمر میں "پناما" چلے گئے تھے، تقریباً ۱۴ر سال تک وہاں مقیم رہے، بہترین اسپینش زبان بھی بول لیتے ہیں۔

## سلیمان کی خدمت کو سلام

بارڈولی کے چند نوجوانوں کی دعوت پر ۱۹۹۹ء کے اواخر اور ۲۰۰۰ء کی ابتدا میں بندے کا "پناما" کا پہلا دینی-دعوتی سفر ہوا تھا، اُسی سال مفکرِ اسلام: "حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ" کی وفات ہوئی تھی، اُس وقت وہاں "مدینہ مسجد" کے مہمان خانے میں بھائی "سلیمان" نے رمضان المبارک میرے ساتھ گزارا تھا، اُس وقت کے

ان کے عجیب وغریب قصے ہیں، سوالات بھی بہت عجیب وغریب طریقے سے کیا کرتے تھے، اس کے بعد وہاں سے انگلینڈ (England) آگئے، یہاں ان کا ایکسپورٹ (Export) امپورٹ (Import) کا منظّم کاروبار ہے۔

وہ ہمارے اِس پورے سفر کے منتظم رہے، ''دبئ'' سے ''عمان'' کا ویزا (Visa)، ٹکٹ (Ticket)، ہر جگہ ہوٹل میں قیام کا انتظام؛ الغرض! پورا انتظام دریادلی سے کرتے رہے، ماشاءاللہ! مسلسل ۱۰-۱۰ گھنٹے ڈرائیونگ کرتے ہیں، انھوں نے لینڈ روور (Landrover) کار کرائے پر لے رکھی تھی، اسلامی تاریخ جاننے کا بڑا ذوق و شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بڑی ہمت اور حوصلہ دے رکھا ہے، مسقط سے صلالہ کے درمیان تیز طوفان، موسلا دھار بارش اور رات کی تاریکی کے باوجود بڑی ہمت کے ساتھ ڈرائیونگ کی؛ چناں چہ ہم نے ایک ہزار سے زائد کلومیٹر کا سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہ عافیت طے کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو سلامت رکھے، ان کی روزی میں بے انتہا برکت عطا فرمائے، آمین!

نیز اِس سفر میں ''انگلینڈ'' کے ''لندن'' شہر کی ''مسجدِ قبا'' کے سیکریٹری: ''لقمان بن ہارون رشید بن مولانا ہاشم راوت صاحب'' بھی ہمارے ساتھ رہے، یہ ''انڈیا'' کے صوبۂ گجرات کے ضلع ''نوساری'' کے ایک گاؤں ''نصیر پور'' کے باشندے ہیں، ان کی پیدائش انگلینڈ میں ہوئی تھی۔

ان کے ساتھ ہمارا خاندانی رشتہ ہے، اِس طرح کہ لقمان بھائی کے دادا: ''مولانا ہاشم راوت صاحبؒ میرے والد مرحوم: ''مولانا سلیمان حافظ جیؒ'' کے پکے اور مخلص دوست تھے، ہمارے اہلِ خانہ ان کو ''چچا'' کے نام سے ہی یاد کرتے تھے۔

## لقمان بھائی کے خاندان کی لیاقت

اِن ہی لقمان بھائی کے داداجان: مولانا ہاشم نے ''شکر تلاوڑی''،ضلع ''سورت'' کے ایک علاقے ''مہوا'' کے پڑوس میں ''بچوں کا گھر'' بھی قائم کیا تھا، نیز وہ میرے پیر ومرشد، استاذ ومشفق: حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سے مجازِ بیعت بھی تھے، مجھے اِس بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ اِس سفر کی وجہ سے ہمارا خاندانی تعلق دوبارہ تازہ ہوگیا۔

لقمان بھائی نے ماشاءاللہ! انگلینڈ میں ''LLB''(Bachelor of laws) کیا ہے، سولیسٹر(Solisiter) بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بندے کو وہاں اِس سال اوائلِ رمضان المبارک میں دین کی نسبت سے حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی، اُس وقت بھی ماشاءاللہ! ہماری بہت خدمت کرتے تھے اور پورا خیال رکھتے تھے، اُس زمانے میں وہ مسجد سے رات میں سب سے اخیر میں جاتے تھے اور تہجد میں سب سے پہلے آجاتے تھے۔

ان کے صاحب زادے: ''عبداللہ'' ہیں، ان کی عمر ۲۰ رسال ہے، وہ ''آئی ٹی آئی کمپیوٹر انجینئرنگ'' کا کام کررہے ہیں۔

ہمارے لقمان بھائی لطیفوں (Jocks) میں بھی بڑے ماہر ہیں، سفر کے دوران ان کی زبان سے میٹھے میٹھے لطیفے نکلتے رہتے ہیں، ماشاءاللہ! انھوں نے اِس مرتبہ بھی یہاں ہماری راحت کا بڑا خیال رکھا، اللہ تعالیٰ ان کو اوران کے خاندان والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

## سفر کی ابتدا

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ کے تیسرے عشرے میں الحمد للہ! حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، مکہ مکرمہ میں عمرہ کر کے مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد "جدّہ" ایئرپورٹ پہنچے، وہاں سے حبشہ (Ethopia) ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملاوی پہنچے، جہاں نمازِ عید الفطر ادا کرنے کی سعادت ملی۔ "ملاوی" سے دبئی (Dubai) پہنچے اور دبئی سے چند رفقا کے ساتھ "عمان" کا سفر شروع ہوا۔

## سلطنتِ عُمّان کا تعارف

ہم دینی جذبات کے ساتھ ۲۵/اپریل ۲۰۲۳ء مطابق: ۴/شوال ۱۴۴۴ھ بروز منگل مغرب کے وقت بفضل اللہ تعالیٰ "مسقط" پہنچے، یہ مسقط شہر سلطنتِ عمان کی راجدھانی (Capital) اور عمان کا سب سے بڑا شہر ہے۔

سلطنتِ عمان کے ۱۱/محافظے؛ یعنی صوبے ہیں، یہاں کی مجموعی آبادی ۴.۵ ملین (۴۵/لاکھ) ہیں، اس میں ۳۰/فی صد دوسری جگہوں سے ملازمت و کاروبار کی نسبت سے آئے ہوئے ہیں، یہاں ۸۸.۹ فی صد آفیشل مسلمان ہیں، جن میں سے:

۲.۳۵/لوگ "اباضی" مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲.۴۷/"سنی مسلمان" ہیں۔

۵.۶/"شیعہ" ہیں۔

۵.۵/فی صد ہندو ہیں۔

۶.۳/فی صد عیسائی ہیں اور ۲/فی صد مختلف قسم کے مذہب کے ماننے والے ہیں۔

## عمان کا جائے وقوع

دنیا کے نقشے پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بحرِ ہند کے مشرقی کنارے پر ہمارا ملک ''بھارت'' واقع ہے، جب کہ بحرِ ہند کے مغربی کنارے پر عمان، مسقط واقع ہے؛ اسی لیے کبھی کبھی بارش کے موسم میں اِس طرح کی خبریں سننے کو ملتی رہتی ہیں کہ بحرِ ہند کا طوفان و آندھی جو کیرلا، گجرات، مہاراشٹر کی طرف آنے والا تھا وہ مسقط، عمان کی طرف مڑ گیا ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ ملک بحرِ ہند کے مشرقی-مغربی کنارے پر واقع ہے۔

## سرحدی آبادی اور رقبہ

اِس ملک کی سرحدیں شمالِ مغرب میں ''متحدہ عرب امارات'' سے، مغرب میں ''سعودی عرب'' سے، جب کہ جنوبی مغرب میں ''یمن'' سے ملتی ہیں۔

سلطنتِ عمان کا رقبہ: ۳۰۹۵۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی سن ۲۰۱۸ء کے مطابق ۴۸۲۹۴۷۳ ہے۔

## عمان کی خصوصیات

اِس ملک میں پہاڑ بہت زیادہ ہیں، ان پہاڑوں کو دیکھ کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی یادیں تازہ ہوگئیں؛ اس لیے کہ یہ سب پہاڑ رنگ و وقوع کے اعتبار سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور ان دونوں کے درمیان واقع پہاڑوں کے سلسلے کے مانند ہیں۔

چناں چہ اِن پہاڑوں کو دیکھ کر بار بار ''سورۂ غاشیہ'' کی وہ چار آیات-جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کا تذکرہ ہیں-ذہن میں گردش کرنے لگ گئیں؛ یعنی اونٹ، پہاڑ، زمین و آسمان کے دل کش نظارے جو ایک انسان کو مالکِ حقیقی کی تخلیق

اوراس کی عجیب وغریب قدرت میں غور وخوض کی دعوت دیتے ہیں، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ﴿۲۰﴾ (الغاشیۃ)

ترجمہ: کیا وہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے (عجیب طریقے سے) پیدا کیے گئے ہیں؟ ﴿۱۷﴾ اور آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کیسے اس کو اونچا کیا گیا؟ ﴿۱۸﴾ اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیسے کھڑے کردیے گئے (کہ وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہیں)؟

## پھل اور سبزیاں

یہاں کھجور کے باغات کثرت سے موجود ہیں، چھوٹے بڑے ڈول میں پیکینگ کرکے مختلف قسم کی کھجوریں فروخت کی جاتی ہیں۔

اِسی طرح ناریل، انجیر، زیتون، نیز ہر قسم کی سبزیاں، یہاں تک کہ سینگری (سرگوا) کی سینگ یہاں اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ انھیں دیکھ کر بے ساختہ ہمارا وطنِ مالوف بھارت یاد آجاتا ہے۔

## مساجد اور نماز کا نظم

یہاں مساجد بھی کثیر مقدار میں ہیں، چند قدم کے فاصلے پر جگہ جگہ مساجد موجود ہیں، نیز یہاں کے لوگوں میں اول وقت میں نماز پڑھنے کا معمول اور عام ماحول ہے، تقریباً ہر مسجد میں چھوٹے چھوٹے لائٹینگ والے بورڈ بنے ہوئے ہیں؛ تاکہ اِس بات کی تعیین آسان ہوجائے کہ امام مسافر ہیں یا مقیم۔

دوسری بات یہ کہ یہاں کے لوگ اپنے مسلک کے اعتبار سے سفر میں ''جمع بین الصلاتین'' کرتے ہیں، جس کی وجہ سے نماز کی بھی تعیین ہو جائے کہ کونسی نماز ہو رہی ہے۔

ہماری جب ''صلالہ'' سے ''مسقط'' واپسی ہو رہی تھی تو ظہر کے وقت شاہراہ پر ہم نے دیکھا کہ تقریباً ۳۸ رڈگری گرمی، کھلی پارکنگ کی گرم ریت پر عمانی عرب حضرات گاڑی پارک کر کے ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے، اِسی طرح مغرب کے وقت بھی ایسا ہی کچھ نظارہ دیکھنے کو ملا۔

## راستوں کی خصوصیت

یہاں کے راستوں کے بارے میں ایک عجیب چیز یہ دیکھنے کو ملی کہ ہر چند کلومیٹر کے فاصلے پر عام شاہراہ سے ہٹ کر پارکنگ (Parking) کا نظام ہے؛ تاکہ مسافر حضرات اُس جگہ اپنی اپنی گاڑیاں پارک کر کے اپنی ضروریات: نماز، کھانا- پینا، آرام وغیرہ امور کو آسانی کے ساتھ انجام دے سکیں اور عام شاہراہ میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو۔

## شرعی پردے کا اہتمام

یہاں کے ایئرپورٹ اور دیگر عام مقامات (Public Places) پر ایک خاص بات یہ بھی دیکھنے کو ملی کہ عام طور پر ان مقامات میں عورتیں نظر نہیں آئیں، جہاں کچھ عورتیں نظر بھی آئیں تو مکمل یا قدرے پردے کے اہتمام کے ساتھ نظر آئیں۔

ہمیں غور وفکر کر کے اس چیز کو اپنی زندگی میں اپنانے کی ضرورت ہے۔

## حسنِ معاشرت

یہاں حسنِ معاشرت بھی بہت عام ہے، مرد حضرات بذاتِ خود اپنی بیوی کی

ضروریات پوری کرنے کی فکر کرتے ہیں؛ہاں! کبھی خاص ضرورت ہو تو عورت کو بھی اپنے ساتھ باہر لے کر جاتے ہیں، یہ بہت ہی اچھا، پاکیزہ اور عمدہ نظام ہے۔

دینِ اسلام کی بھی پاکیزہ تعلیم یہی ہے کہ گھر کے باہر کی تمام ذمے داریاں مردوں کے سر اور امورِ خانہ کی ذمے داریاں عورتوں کے سپرد رہے۔

## لباس کا بہترین امتزاج

یہاں عمانی عرب حضرات زیادہ تر سفید جبّہ ہی پہنتے ہیں، ان کی ٹوپی بھی ایک خاص انداز کی ہوا کرتی ہے، بندے نے حجِ بیت اللہ کے موقع سے بہت سے عمانی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایک خاص قسم کی اونچی ٹوپی پہنتے ہیں۔

نیز عجیب بات یہ بھی رہی کہ مرد حضرات اپنی بیوی کے لیے جس رنگ کا کپڑا خریدتے ہیں، اسی رنگ کا کپڑا اپنی ٹوپی بنوانے میں بھی استعمال کرتے ہیں یا اسی رنگ کی تیار ٹوپی خریدتے ہیں، یہ بھی حسنِ معاشرت کی ایک عمدہ مثال ہے۔

## قیلولہ کی سنّت

یہاں دوپہر میں قیلولہ کا عام ماحول ہے؛اس لیے دوپہر کے وقت تقریباً سارے بازار، مارکیٹ اور دکانیں بند ہوا کرتی ہیں، یہ ایک اچھی چیز ہے؛اس لیے کہ یہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہے، حدیث شریف کی کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے میں جمعہ کے دن لوگ دوپہر کا کھانا اور قیلولہ جمعہ کی نماز کے بعد کیا کرتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مبارک معاشرے میں بھی قیلولہ کا معمول تھا؛چناں چہ بخاری شریف میں ہے:

عَنْ سَهْلٍ ﷺ قَالَ:مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. (صحيح البخاري،رقم الحديث:۹۳۹)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ: جمعہ کے دن ہم پہلے جمعہ ادا کرتے تھے، اس کے بعد کھانا اور قیلولہ ہوتا تھا۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا نُبَكِّرُ بِالْجُمُعَةِ وَنَقِيلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

(صحيح البخاري،رقم الحديث:۹۰۵)

ترجمہ: سیدنا حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ: ہم جمعہ (زوال کے بعد) جلدی پڑھتے تھے، اُس کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

## قیلولہ کب کیا جائے؟

بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے کھانا کھا کر قیلولہ کی عادت بنائی جائے؛ البتہ ظہر کے بعد کھانا کھا کر قیلولہ کی نیت سے لیٹنے سے بھی ان شاء اللہ! قیلولہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

## قیلولہ کے فوائد

قیلولہ سنتِ نبوی ہونے کے ساتھ ساتھ کئی فوائد پر بھی مشتمل ہے، اِس کی وجہ سے بدن تندرست رہتا ہے، بدن میں تازگی رہتی ہے اور عبادت میں مدد ملتی ہے:

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِسْتَعِينُوا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلَى صِيَامِ النَّهَارِ، وَبِالْقَيْلُولَةِ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ.(ابن ماجة،رقم الحديث:۱۶۹۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھا کر دن کے روزے کے لیے مدد حاصل کرو اور دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیام اللیل (تہجد) کے لیے مدد حاصل کرو۔

## قیلولہ کے طبی فوائد

① قیلولہ کرنے والے افراد میں دل کی بیماریوں سے ہلاک ہونے کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

② قیلولہ کرنے سے لوگ چست ہو جاتے ہیں۔

③ قیلولے کے نتیجے میں بلڈ پریشر میں کمی، خون کے نظام میں بہتری کے ساتھ فالج اور ہارٹ اٹیک کے خطرے میں بھی کمی واقع ہونے پر تجربہ کیا گیا ہے۔

④ ذہنی دباؤ کے مریضوں میں دوپہر کے وقت سونے سے ذہنی دباؤ میں کمی دیکھی گئی ہے۔

⑤ رات کو بہترین نیند نصیب ہوتی ہے، صبح سویرے جاگنے اور اگلے دن چستی سے کام کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

⑥ بچوں کے لیے قیلولہ مزید فائدہ مند ہے، مثلاً: ان کی ذہنی قوت میں اضافہ، پڑھائی میں لگن، تعلیم و یادداشت میں استحکام وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

## لیڈز یونیورسٹی کی ایک تحقیق

لیڈز یونیورسٹی کی ایک تحقیق و ریسرچ کے مطابق ۲۰ رمنٹ کا قیلولہ ذہنی تھکن دور کرنے اور انسان کی اہم مسائل حل کرنے کی صلاحیتوں میں زیادتی کا سبب بنتا ہے۔

ان کی اِس تحقیق میں بتایا گیا کہ دوپہر کو کچھ دیر کی نیند ذیابیطس، دل کی بیماریاں اور ذہنی تناؤ جیسی بیماریوں کا خطرہ بھی کم کرتی ہے، خاص طور پر وہ افراد جو رات کو نیند پوری نہیں کرتے ان کی ذہنی اور جسمانی صحت کے لیے قیلولہ ضروری ہوجاتا ہے۔

اس بات کو جدید طور پر چین کے ماہرینِ طب نے بھی تسلیم کیا ہے اور کمپنیوں اور آفسوں میں عملاً نافذ بھی کیا گیا ہے۔

## مکاتب کا نظام

عمان میں عامتاً ہمارے ملک کی طرح باقاعدہ بچوں کی دینی تعلیم کے واسطے مکاتب کا نظام نہیں ہے؛ بلکہ اسکول ہی میں دوسرے فنون کے ساتھ دینی، اسلامی تعلیم دی جاتی ہے؛ چناں چہ وہ اسکول کے لیے مدرسے کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

کہیں کوئی مستقل شکل ہو تو ہم اس کو دیکھ نہیں پائے، نہ ہمارے علم میں آسکا۔

جب کہ ہمارے علاقوں میں باقاعدہ کسی متعین جگہ یا کچھ مساجد میں درجاتِ حفظ وناظرہ کے شعبے قائم کیے جاتے ہیں، نیز گھروں میں ٹیوشن کی شکل میں اِس طرح کے کام ہوجایا کرتے ہیں۔ یہ دراصل ہمارے اکابر کی محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

## اسکولوں کا نظام

عمان کی اسکولوں میں تمام بچوں کے لیے ''قندورہ'' پہننا لازمی ہے۔

''قندورہ'' عمانی جبے کو کہتے ہیں، یہ عربی جبے کی طرح ہوتا ہے، نیز اس کے ساتھ عمانی ٹوپی پہننا بھی لازم ہے۔

دوسری طرف اسکول کے تمام درجات کی ہر لڑکی کے لیے حجاب لازمی ہے، یہ ایک بہت اچھا نظام ہے۔

## بخور کا استعمال

یہاں بَخور اور بخور دانی بہت عام ہے، ''مسقط'' شہر کے ایک بڑے پہاڑ پر باقاعدہ ایک بہت بڑی ٹاور نما بخور دانی بنائی گئی ہے؛ گویا کہ یہ ایک ملکی علامت اور نشانی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں مساجد، گھروں اور ہوٹلوں میں خوشبو جلانے کا عام رواج ہے۔

یہاں لوبان کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں، ہمارے ملک میں بھی اس کو خوشبو اور کھانے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، خاص طور پر ''ظفار'' (Dhofar) کا علاقہ خوشبوؤں کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔

اِس علاقے اور یہاں کے درختوں کی تاریخ کے متعلق یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ درخت ہندوستان سے یہاں لائے گئے تھے۔

## ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن بھی معطّر کریں

خوشبو لگانا، اس کو استعمال کرنا شریعتِ مطہرہ میں پسندیدہ اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سنّت ہے، نیز جب ایک انسان خوشبو استعمال کرتا ہے، اپنے کپڑے اور بدن پر لگاتا ہے تو اس کی وجہ سے سامنے والے انسان کو بھی فرحت وخوشی حاصل ہوتی ہے اور ایک مسلمان کو (شرعی طریقے سے شرعی دائرے میں رہ کر) خوش کرنا یہ بھی ایک مستقل ثواب کی چیز ہے؛ اس لیے ہمیں اِس چیز کا اہتمام کرنا چاہیے۔

نیز ہمیں اپنے ظاہر کو معطّر کرنے کے ساتھ ساتھ باطن کو بھی معطّر کرنا چاہیے، ہمیشہ نیک اعمال کو انجام دینے اور گناہ ومعاصی سے دور رہنے کی فکر اور کوشش کرنا چاہیے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری دنیا وآخرت دونوں معطّر کر دیں گے۔

## دعوت وتبلیغ کا کام

عمان میں ماشاء اللہ! دعوت وتبلیغ کا کام بہت اچھے طریقے سے ہوتا ہے۔ بعض مساجد میں جماعتوں کا قیام بھی رہتا ہے؛ البتہ علی الاعلان (کھل کر) باقاعدہ لوگوں کو جمع کر کے وعظ و بیانات کی اجازت نہیں ہے؛ اس لیے لوگ اپنے اعتبار سے جمع ہو کر دینی باتیں بیان کر لیتے ہیں اور انفرادی ملاقاتیں ہوجاتی ہیں۔

## عمان کی معیشت

یہاں کی معیشت بہت ہی مضبوط ہے، یہاں کا روپیہ (currency) ریال ہے۔ یہاں کا ایک ریال ایک ہزار پیسے کا ہوتا ہے، جیسے: ہمارے یہاں کا ایک روپیہ سو پیسے کا ہوتا ہے، اِس حساب سے عمان کا ایک ریال بھارت کے تقریباً ۲۱۲ روپیے کے برابر ہوتا ہے۔

## عمان والوں کی خصوصیات

یہاں کے رہنے والوں میں حضراتِ انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام کی محبت وعظمت کوٹ کوٹ کر بھری ہے؛ چناں چہ ہم نے ایک پہاڑ پر ایک ہوٹل (Restourant) دیکھی جو کافی بڑی تھی، اس کا نام: "مطعم منتقة نبي أيوب" (Restourant Prophet Ayub) تھا؛ گویا کہ ایک نبی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے ریسٹورنٹ کا نام رکھا ہوا ہے۔

یہ دین اور اسلام سے عظمت، محبت اور لگاؤ کی نشانی ہے۔

## نماز باجماعت کا اہتمام

ہم نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی، دراصل اُس وقت پہاڑوں پر کھلی فضا میں مقامی عمانی عرب حضرات چھوٹی چھوٹی جماعت بنا کر بیٹھے ہوئے تھے، کوئی چائے پی رہا تھا، کوئی ناشتہ کر رہا تھا؛ لیکن جیسے ہی ہم نے نماز شروع کی، فوراً تمام حضرات چائے، ناشتہ، حقہ وغیرہ سب چھوڑ کر وضو کر کے باجماعت نماز میں شامل ہو گئے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک کے لوگوں میں نماز باجماعت کی بہت اہمیت ہے، جب کہ ہمارے یہاں اذان ہونے کے باوجود بہت سارے لوگ غافل بیٹھے رہتے ہیں، جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے؛ بلکہ نماز قضا تک کر دیتے ہیں۔

ایسا نہیں ہونا چاہیے، یہ بہت بڑی غفلت اور کوتاہی کی بات ہے؛ اس لیے کہ نماز دین کا ستون اور اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے۔

## ہمارے معاشرے کے بارے میں ایک لطیفہ

ایک صاحب نے مجھے ایک مرتبہ ہمارے معاشرے کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ایک لطیفہ سنایا کہ ایک مرتبہ کسی مسجد میں اذان کے وقت مؤذن صاحب موجود نہیں تھے؛ لہٰذا وہاں موجود کسی آدمی نے اذان دے دی، مؤذن صاحب کو اس کا علم نہیں تھا؛ لہٰذا انھوں نے مسجد آنے کے فوراً بعد اپنی ذمے داری ادا کرتے ہوئے دوسری مرتبہ اذان دی۔ بس کیا تھا! محلے کے بہت سارے افراد جمع ہو کر باتیں کرنے لگے کہ: آج مسجد میں دو مرتبہ اذان کیوں ہوئی؟ اس وقت مؤذن صاحب کو پتا چلا کہ مجھ سے پہلے کوئی اذان دے چکا ہے۔

جب امام صاحب کو اس واقعے کا علم ہوا تو کہنے لگے: واہ بھائی واہ! روزانہ ایک مسنون اذان پر کوئی آتا نہیں اور آج غلطی سے دو مرتبہ اذان ہو گئی تو لوگ ہنگامہ کرنے کے لیے مسجد میں جمع ہو گئے! یہ ہم لوگوں کا مزاج اور حال ہے۔

## قرآنِ کریم کی تلاوت پر خوشی کا اظہار

یہاں لوگ قرآنِ کریم کا اکرام بھی بہت زیادہ کرتے ہیں، بندے نے جب تجوید کی رعایت کے ساتھ نماز پڑھائی تو وہاں کے مقامی حضرات نے اس کو بہت زیادہ پسند کیا، اس پر خوشی کا اظہار کیا اور ہمارے ساتھیوں کے ساتھ ویڈیو بنانے کی خواہش ظاہر کی۔ ہمارے ساتھیوں نے ان کو حکمت سے سمجھایا کہ: ہمارے یہ شیخ اِس طرح کی ویڈیو گرافی اور تصویر کشی کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔

## محفوظ و مامون فضا

اِس ملک کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہاں عام طور پر دیگر ممالک کی طرح چوری، ڈکیتی نہیں ہوتی ہے، ہم وہاں جس مکان میں ٹھہرے تھے ماشاء اللہ! کافی وسیع و عالی شان مکان تھا؛ لیکن اس مکان کے نہ مضبوط دروازے تھے، نہ اس کی چہار دیواری (Boundry) پر کوئی خاص حفاظت کا نظام تھا؛ یعنی حفاظت کے لیے عام ظاہری انتظام جو دیگر جگہوں میں ہوا کرتے ہیں، وہاں وہ بھی نہیں تھے، اس کے باوجود ملک کی فضا محفوظ و مامون ہے، اور الحمد للہ! مکمل اطمینان وسکون ہے۔

## حکومت کا قابلِ تعریف اقدام

دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں وہاں کے ہوٹلوں (Restourant) میں

کھانا کم قیمت میں ملتا ہے؛ بلکہ ہمارے ملک کے مقابلے میں بھی کھانے کی بعض چیزیں (Items) کم قیمت میں مل جاتی ہیں۔

ہمارے بھانجے: عمر فاروق کا کہنا ہے کہ: کویت میں روٹی کی قیمت پر وہاں کی حکومت (Government) خود کنٹرول کرتی ہے، یہ بہت ہی اچھی بات اور حکومت کے اچھے جذبات کی علامت ہے کہ عوام کو کم سے کم قیمت میں کھانا ملے، غریب سے غریب آدمی بھی پیٹ بھر کھانا کھا سکے۔

## عمان کی اسلامی تاریخ

قدیم دور میں ''عمان'' بحرین کے قریب ''یمن'' کا ایک شہر سمجھا جاتا تھا جو خلیجِ فارس اور بحیرۂ عرب کے درمیان واقع ہے، جس میں اُن دنوں آج کے متحدہ عرب امارات کے مشرقی علاقے بھی شامل تھے۔

یہاں بت پرست لوگ اور دیگر مجوسی قبائل آباد تھے، ''مسقط''، ''صُحار'' اور ''دَبا'' یہاں کے ساحلی شہر ہیں۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عمان ایرانیوں کی حکومت میں شامل تھا اور ان کی طرف سے ''جَیْفر'' نامی شخص یہاں کا عامل مقرر تھا، اُس زمانے میں اِس علاقے میں آگ کی پوجا والا مجوسی مذہب پھیلا ہوا تھا۔

## سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط عمان کے بادشاہوں کے نام

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلحِ حدیبیہ کے بعد ۶ ھ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے اُمرا: ''جَیْفر بن جُلَنْدی'' اور ''عَبّاد بن جُلَنْدی'' کے نام خط دے کر روانہ

فرمایا تھا۔ نیز ۸ھ میں حضرت ابوزید انصاری ﷛ کو بھی اسلام کی دعوت کی غرض سے اِس علاقے میں بھیجا تھا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَسُوْلِ اللّٰهِ) إِلىٰ جَيْفَرٍ وَعَبْدِ اِبْنَيِ الْجُلَنْدِيْ، سَلَامٌ عَلىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدىٰ،أَمَّا بَعْدُ!

فَإِنِّيْ أَدْعُوْكُمَا بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ، أَسْلِمَا تَسْلِمَا،فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلىٰ النَّاسِ كَافَّةً، لِأُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا، وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلىٰ الْكَافِرِيْنَ،وَإِنَّكُمَا إِنْ أَقْرَرْتُمَا بِالإِسْلَامِ وُلِّيْتُكُمَا وَإِنْ أَبَيْتُمَا أَنْ تُقِرَّا بِالإِسْلَامِ، فَإِنَّ مُلْكَكُمَا زَائِلٌ عَنْكُمَا، وَخَيْلِيْ تَحُلُّ بِسَاحَتِكُمَا،وَتَظْهَرُ نَبُوَّتِي عَلىٰ مُلْكِكُمَا.

ترجمہ: محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں، ان کی طرف سے ''جیفر'' اور ''عبد'' کے نام جو کہ جلندی بادشاہ کے بیٹے ہیں، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے، امابعد!

میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ! سلامتی پا جاؤ گے! میں تمام لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں؛ تاکہ زندہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈراؤں، اور کافروں پر حجت تام ہوجائے؛ اگر تم دونوں نے اسلام قبول کرلیا تو تم کو تمھاری حکومت پر باقی رکھا جائے گا اور اگر تم نے انکار کیا؛ یعنی اسلام قبول نہیں کیا تو تمھاری حکومت ختم ہونے والی ہے اور میرے گھڑسوار تمھارے صحن میں اترنے والے ہیں، اور میری نبوت تمھاری حکومت پر غالب آنے والی ہے۔

بعض روایات کے مطابق کافی دن بعد ان دو بھائیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔

## ”جیفر“ کی پیش کش

ایک روایت کے مطابق ”جَیْفر“ نے کہا کہ: مجھے اسلام لانے میں تو کوئی عذر نہیں؛ لیکن ڈر یہ ہے کہ اگر میں یہاں سے زکات کا مال جمع کر کے مدینہ منورہ بھیجوں گا تو میری قوم میری دشمن ہو جائے گی؛ لہذا یہاں کی زکوۃ کی رقم یہاں کے غریبوں میں تقسیم کی جائے تو بہتر ہے!

حضرت عمرو بن عاص ﷛ نے اُس کی اِس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس علاقے سے زکات کا جو مال وصول ہوگا وہ اسی علاقے کے غریبوں پر خرچ کر دیا جائے گا؛ چناں چہ اس کے بعد اُس نے اسلام قبول کر لیا، حضرت عَمرو بن عاص ﷛ یہاں دو سال تک مقیم رہے اور لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے، آپ ﷛ کی اس کامیاب تبلیغی کوششوں کی وجہ سے اِس علاقے کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

بندے نے صوفی عبد الرحمن صاحب کڈی کے صاحب زادے برادرِ مکرم مفتی ولی اللہ صاحب ندوی زید مجدہ سے درخواست کی تھی کہ عمان، دبئ اور اس کے اطراف کے علاقے کی اسلامی تاریخ کے سلسلے میں کچھ تفصیلات بھیجیں تو انھوں نے آڈیو کی شکل میں یہ تفصیل بھیجی تھی، ہم ان کے شکریہ کے ساتھ اس کو یہاں نقل کرتے ہیں[1]۔

---

① مفتی ولی اللہ صاحب ندوی کا مختصر تعارف: نام: محمد ولی اللہ عبد الرحمن بھویراندوی۔ حفظ اور ابتدائی تعلیم اشرف المدارس ہردوئی۔ فراغت عالمیت وفضیلت: دار العلوم ندوۃ العلماء۔ مزید کلیۃ الحدیث الشریف: مدینہ منورہ۔ ماجستیر و دکتورہ: جامعہ ازہر مصر۔ سابق پروفیسر علوم شرعیہ الامام یونیورسٹی رأس الخیمہ برانچ۔ وشارجہ یونیورسٹی خورفکان برانچ۔ وحالیہ لا (Law) کالج عمان یونیورسٹی۔

## دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کا حال

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے چاروں طرف ارتداد اور بغاوت کی آگ پھیل گئی، یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ خلیفۂ اول: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلی آزمائش تھی، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف کے علاقوں کے علاوہ تقریباً تمام قبائل ارتداد کی آگ میں جھلس رہے تھے؛ چناں چہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جم کر اور ہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور ان پر لشکر کشی کی، جس کی وجہ سے حالات دوبارہ سازگار ہو گئے۔

جن علاقوں میں یہ فتنہ پھیلا تھا، ان میں ایک علاقہ؛ ''دِبا'' کا ہے،، جہاں ''قبیلۂ ازد'' اور ''قبیلۂ فزارہ'' کے لوگ رہتے تھے، انھوں نے زکات دینے سے انکار کر دیا۔

یہ علاقہ اِمارات کے مشرقی ساحلِ سمندر سے لگی ہوئی پٹی- جو آج کل ''خورفکان'' سے لگی ہے- سے متصل واقع ہے، دِبا کے علاقے کا کچھ حصہ ''عمان''، کچھ ''شارجہ'' اور کچھ ''فجیرہ'' کے تابع ہے، پہلے یہ پورا علاقہ عمان کے تابع تھا۔

## لقیط بن مالک کا نبوت کا دعویٰ

اُس وقت حالات کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عمان سے مدینہ بلالیا۔

چناں چہ ''لَقِیط بن مالک'' نامی ایک شخص جس کا لقب ''ذوتاج'' تھا اور جو جاہلیت کے زمانے میں ''شاہِ عُمان جُلَنْدی'' کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس نے اِس موقع کا فائدہ اٹھا کر شہر ''اَزدیان'' میں بغاوت کے شعلے بھڑکا دیے اور نبوت کا دعویٰ کر دیا اور عمان

کے جاہلوں نے اِس کی پیروی کرنا بھی شروع کردی۔

جس کے نتیجے میں وہ عمان پر قابض ہوگیا اور "جَیفر" اور اس کے بھائی: "عَبّاد" (جو دونوں جلندی شاہِ عمان کے اِس علاقے میں گورنر تھے) کو اپنی جان بچانے کے واسطے پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی، پھر جَیفر نے یہ تمام حالات لکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سے باخبر کیا اور مدد طلب کی۔

یہ لقیط بن مالک یہاں سے "یمامہ" فوج بھیج کر مسیلمہ کذاب کی فوج کو بھی مضبوط کیا کرتا تھا۔

## دورِ صدیقی میں عمان کی جنگ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی مدد کے واسطے "حضرت حُذَیفہ بن مِحْصَن غَلْفانی حِمْیَری رضی اللہ عنہ کو عُمان اور "حضرت عَرْفَجہ بن ہَرْثَمہ بارقی اَزْدی رضی اللہ عنہ کو "مَہْرَہ" کی طرف روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ دونوں ساتھ ساتھ سفر کریں اور عمان سے جنگ کا آغاز کریں۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ: جب عُمان میں جنگ ہو تو حذیفہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے اور جب مَہْرَہ رضی اللہ عنہ میں جنگ ہو تو عرفجہ رضی اللہ عنہ سپہ سالاری کے فرائض انجام دیں گے۔

## حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عَرْفَجہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

"تاریخِ طبری" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام: "حذیفہ بن مِحْصَن غَلْفانی" بیان ہوا ہے، جب کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پر مشتمل کتاب "اسد الغابۃ" وغیرہ میں ان کا نام "حذیفہ قَلْعانی رغطفانی" بیان ہوا ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک عمان کے والی رہے۔

اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات پر مشتمل کتاب ''الاصابة فی تمییز الصحابة'' میں حضرت عَرفَجہ رضی اللہ عنہ کا مکمل نام ''عَرفَجہ بن ہَرثَمہ'' بیان ہوا ہے؛ لیکن علامہ ابنِ اثیرؒ کے نزدیک ان کے والد کا نام ''ہزیمہ'' تھا، یہ صحابی دشمن کے خلاف جنگی تدابیر و حربے استعمال کرنے میں بہت مشہور تھے۔ (الاصابة:۲/۱۲۵۲)

## حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے روانگی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِن دونوں حضرات کی مدد کے لیے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

دراصل ''جنگِ یمامہ'' کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو فتنۂ ارتداد اور بغاوت ختم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور حضرت شُرَحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے ان کی مدد کے لیے روانہ کیا تھا، اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ ''وہ حضرت شُرَحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ'' کے آنے سے پہلے دشمنوں پر حملہ نہیں کریں گے۔

لیکن انھوں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کیے بغیر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں فوج کم ہونے کی وجہ سے انھیں شکست کھانی پڑی، اِس وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوگئے اور انھیں عمان کی طرف جانے کا حکم دیا۔

## اسلامی لشکر کا آگے بڑھنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ حضرت عَرفَجہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے عمان کے لیے

روانہ ہوگئے اور اِس سے پہلے کہ وہ دونوں عمان پہنچتے، حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ عمان کے قریب مقام ''رجام'' میں ان دونوں سے جا ملے اور انھوں نے ''جُیفر'' اور اس کے بھائی: ''عَبّاذ'' کے پاس اپنا پیغام بھیجا (تاریخ کی بعض کتاب جیسے: ''کامل ابن اثیر'' میں اس کا نام ''عِیاذ'' بیان کیا جاتا ہے)۔

بہر حال! مسلمان لشکر کے سرداروں کے پیغام ملنے کے بعد ''جُیفر'' اور ''عَبّاذ'' اپنی اپنی قیام گاہوں سے باہر نکلے اور انھوں نے ''صُحار'' میں آکر پڑاؤ ڈالا، اس کے بعد ان دونوں بھائیوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عَرْفَجہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ سب ہمارے پاس آجائیں۔

## جنگ کا میدان

''صُحار'' عمان میں پہاڑوں سے متصل واقع ایک قصبہ ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عمان کا ایک بازار جو ابتدائی رجب کی پانچ راتوں میں لگتا تھا وہ اسی جگہ لگا کرتا تھا۔

بہر حال! مسلمانوں کا لشکر ''صُحار'' میں جمع ہوگیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں جنگ ہوئی۔

## دشمنوں کی فوج میں پھوٹ

اِدھر ''لَقیط بن مالک'' کو جب اسلامی لشکر کے ''صُحار'' پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج لے کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلا اور مقامِ ''دبا'' میں ٹھہرا۔

دبا اس علاقے کا ایک شہر تھا، اس میں تجارتی منڈی ہوا کرتی تھی۔

اس نے جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور مال وسامان کو اپنے پیچھے رکھا؛ تاکہ جنگ کے دوران ان سے مضبوطی ملے۔

مسلمان سرداروں نے لَقِیط کے ساتھی سرداروں کو خطوط لکھنے شروع کیے، اس سلسلے میں انھوں نے "قبیلۂ بنو جُدید" کے سردار سے ابتدا کی، اس کے جواب میں ان سرداروں نے بھی مسلمان سرداروں کو خطوط لکھے، خطوط بھیجنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام سردار لَقِیط سے الگ ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آ ملے۔

## لقیط کے لشکر سے جنگ

اس کے بعد اسی جگہ لَقِیط کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کی گھمسان کی جنگ ہوئی، شروع میں لَقِیط کا پلّہ بھاری رہا اور قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جاتی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کے ساتھ لطف وکرم کا معاملہ فرما کر اِس نازک گھڑی میں ان کی مدد فرمائی۔

چناں چہ بنو عبدالقَیس اور بحرین کے مختلف قبائل اور کی طرف سے بھاری افرادی مدد پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئی، جس سے مسلمانوں کی قوت اور طاقت بڑھ گئی اور مسلمانوں نے آگے بڑھ کر لَقِیط کی فوج پر سخت حملہ کر دیا، جس سے اُس کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے، تقریباً اس کے لشکر کے دس ہزار لوگ مارے گئے اور باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کا سردار لقیط مسلمانوں کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا۔

## عمان میں امن وامان قائم ہو گیا

پھر مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے دس ہزار دشمنوں کو قتل کیا اور بچوں اور عورتوں

کو قید کرلیا، ان کے مال وسامان پر قبضہ کرلیا، اس کے بعد لشکر کے امیر نے پورے غنیمت کے مال کا خُمس (پانچواں حصہ) حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کردیا۔

اِس طرح عمان میں بھی اِس فتنے کا خاتمہ ہوگیا اور مسلمانوں کی حکومت مضبوط بنیادوں پر قائم ہوگئی۔

جنگ کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عمان ہی میں رہنے لگے اور یہاں کے حالات کی درستی اور امن وامان کی فضا قائم کرنے میں مشغول ہوگئے۔

آج بھی اُس جگہ اِس جنگ میں شہید ہونے والے شہدا کی قبریں موجود ہیں، نیز اِس جنگ میں مارے جانے والے کفار کی نعشیں جس میدان میں موجود تھیں، اس کی بھی نشان دہی کی جاتی ہے؛ چوں کہ مرتدین کے ساتھ یہ لڑائی ہوئی تھی اسی وجہ سے میدانِ جنگ والے علاقے کا نام آج بھی ''رِدّۃ'' ہے۔

نوٹ: یہاں مفتی ولی اللہ صاحب کا مضمون پورا ہوا، ان مختصر اور ضروری باتوں کے بعد اب، ہم تاریخ وار سفر کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔

## ۲۶/اپریل ۲۰۲۳ء، مطابق: ۵/شوال ۱۴۴۴ھ بروز بدھ شہر سمائل (samail) میں

آج عمان کی ترتیب کے اعتبار سے ۵/شوال المکرم ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶/اپریل ۲۰۲۳ء اور سعودی عرب کے اعتبار سے ۶/شوال المکرم بدھ کا دن ہے۔

اِس وقت ہم عمان کے ایک شہر "سمائل" (samail) میں داخل ہونے جا رہے ہیں، یہ شہر "مسقط" کے جنوب مغرب میں ۸۸/کلو میٹر دور ہے، ہم اِس وقت شہر کے دروازے پر کھڑے ہیں، یہاں سے ۷/کلو میٹر کی دوری پر صحابیٔ رسول: حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے ہیں (یعنی ان کا مزار مبارک وہاں ہے)۔

## حضرت مازِن بن غَضُوبہ رضی اللہ عنہ کا مقبرہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُس جگہ پہنچایا جہاں جانے کی دل میں آرزو اور تمنّا تھی، یہاں صحابیٔ رسول حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔

جہاں اِس صحابی کا مقبرہ ہے، وہ بڑی خوب صورت جگہ ہے، ہر طرف ہریالی، کھجور، زیتون، انجیر، پپیتے اور اِملی کے درخت ہیں، ساتھ ساتھ قریب میں پہاڑ ہونے کی وجہ سے اس میں آبشار کا صاف شفاف پانی بہہ رہا ہے۔

## حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ کا تعارف

اِن کا تعلق قبیلہ "طی" سے تھا، یہ باشندگانِ عمان میں سب سے پہلے ایمان لانے والے انسان تھے، اِن صحابی کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا دل چسپ ہے، اس کو جاننے

کے بعد ہمارے دل و دماغ میں بے اختیار قرآنِ پاک کی یہ آیتِ کریمہ گردش کرنے لگ جاتی ہے:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ (القصص)

ترجمہ: یقیناً تم جس کو چاہو ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

واقعی اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں ہدایت کا راستہ کھول دیتے ہیں، پھر اس کو اِس دنیا کی کوئی چیز اور طاقت نہیں روک سکتی۔

## حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ

عَنْ مَازِنِ بْنِ الْغَضُوبَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَسْدُنُ صَنَمًا يُقَالُ لَهُ: نَاجِزُ بِسَمَائِلَ قَرْيَةٍ بِعُمَانَ، فَعَتَرْنَا ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَهُ عَتِيْرَةً -وَهِيَ الذَّبِيحَةُ- فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ الصَّنَمِ يَقُوْلُ:

حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور سلطنتِ عمان کے شہرِ سمائل کے رہنے والے تھے، اُس زمانے میں یہ پورا علاقہ بت پرستی میں مبتلا تھا، یہاں ایک ''ناجز'' نامی مشہور بت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔

حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ اس بت کی پوجا کیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے بت کے نام پر ایک جانور ذبح کیا تھا،

اس وقت اُس میں سے یہ آواز آئی:

| | |
|---|---|
| يَا مَازِنُ اسْمَعْ تُسَرْ | ظَهَرَ خَيْرٌ وَبَطَنَ شَرْ |
| بُعِثَ نَبِيٌّ مِنْ مُضَرْ | بِدِينِ اللهِ الْأَكْبَرْ |
| فَدَعْ نَحِيتًا مِنْ حَجَرْ | تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرْ |

اے مازن! ایک خوش خبری سن لو! اب دنیا میں خیر (ہدایت) ظاہر ہو رہی ہے اور شر (کفر) ختم ہو رہا ہے، مُضر (قریش کی ایک شاخ) میں اللہ تعالیٰ کے عظیم دین کو لے کر ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں، سو اب پتّھر کے تراشے ہوئے بُت کو چھوڑو، جہنّم کی آگ سے سلامت رہو گے!

قَالَ: فَفَزِعْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا لَعَجَبٌ.

انھوں نے کہا کہ: چناں چہ میں اس سے خوف زدہ ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا: یہ تو عجیب ہے۔

یہ سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا؛ لیکن انھوں نے اس کی طرف زیادہ توجّہ نہیں دی۔

## پھر سے عجیب آواز کا سامنا

ثُمَّ عَتَرْتُ بَعْدَ أَيَّامٍ عَتِيْرَةً فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ الصَّنَمِ يَقُولُ:

| | |
|---|---|
| أَقْبِلْ إِلَيَّ أَقْبِلْ | تَسْمَعْ مَالَا تَجْهَلْ |
| هَذَا نَبِيٌّ مُرْسَلْ | جَاءَ بِحَقٍّ مُنْزَلْ |
| فَآمِنْ بِهِ كَيْ تَعْدِلْ | عَنْ حَرِّ نَارٍ تُشْعَلْ |
| وَقُودُهَا بِالْجَنْدَلْ | |

میری طرف آجاؤ! میری طرف آجاؤ! اور ایسی بات سنو جس سے جاہل اور نادان نہیں رہنا چاہیے، یہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور صحیح بات لے کر آئے ہیں، تم اِس نبی اور اِن پر نازل ہونے والی شریعت پر ایمان لے آؤ؛ تاکہ تم جہنّم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن سخت پتھر ہوں گے!

فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا لَعَجَبٌ وَإِنَّهُ لَخَيْرٌ يُرَادُ بِي.

حضرت مازن بن غضوبہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: دوسری مرتبہ اِسی طرح آواز آنے سے میں گھبرا گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا: یہ تو بڑی عجیب چیز ہے، یقیناً یہ کوئی خیر ہے جو میری طرف آرہی ہے۔

## ہدایت کی ہوائیں

حقیقت یہ ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی ہوائیں چلتی ہیں:

اِنَّ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی نَفَحَاتٌ.

اگر کبھی انسان کو اُس ہوا کا جھونکا لگ جاوے تو اسے غنیمت جان کر اس سے فائدہ اٹھالینا چاہیے۔ اِدھر حضرت مازن ﷺ نے بھی اس کا فائدہ اٹھالیا؛ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ عمان سے حجاز کافی دور ہے اور وہ کسی نبی کو جانتے بھی نہیں تھے؛ اس لیے ان کے لیے حجاز پہنچنا مشکل معلوم ہو رہا تھا۔

## غیبی مدد؛ عرب کے ایک انسان سے ملاقات

فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ قَدِمَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنَ الْحِجَازِ، فَقُلْنَا: مَا الْخَبَرُ وَرَاءَكَ؟ قَالَ: ظَهَرَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَحْمَدُ، يَقُولُ لِمَنْ أَتَاهُ: أَجِيبُوا دَاعِيَ اللهِ، فَقُلْتُ: هٰذَا

نَبَأُ مَا قَدْ سَمِعْتُ، فَسِرْتُ إِلَى الصَّنَمِ فَكَسَرْتُهُ أَجْذَاذًا وَرَكِبْتُ رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں ہدایت لکھ رکھی تھی؛ اس لیے اتفاق دیکھیے کہ عرب سے تجارت کی غرض سے آئے ہوئے ایک انسان سے ان کی ملاقات ہوگئی، فرماتے ہیں کہ: میں نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔

اس نے جواب میں کہا کہ: ان کا نام ''احمد'' ہے اور وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں میری دعوت قبول کرو! تو میں نے کہا: یہ تو وہی بات ہے جو میں نے اس بت کے اندر سے سُنی تھی؛ چناں چہ میں نے جا کر اس بُت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگیا۔

## مدینہ منورہ کا سفر

حضرت مازن رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات اور اسلام کی روشنی حاصل کرنے کے واسطے ایک اونٹنی لے کر ایک لمبے سفر کے لیے تیار ہو گئے۔

دینی بھائیو! یہ سن ٦ ر ہجری کا واقعہ ہے! اندازہ لگائیے! جس زمانے میں ٹرین، کار، ہوائی جہاز جیسی آنے جانے (Transport) کی کوئی سہولت نہیں تھی، ایسے زمانے میں محض ایک اونٹنی پر تقریباً ٢٢٦٠ ر کلومیٹر کا لمبا سفر کر کے حضرت مازن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔

عجیب بات یہ ہے کہ سرزمینِ حجاز اور عمان کے درمیان ''الربع الخالی'' کے نام سے بہت بڑا کھلا جنگل ہے، جہاں آج بھی کوئی انسان آباد نہیں ہے اور وہاں نہ کچھ

کھانے کو ملتا ہے اور نہ پینے کو، جب ہم ہوائی جہاز میں سوار تھے تو اس میں بھی اُس علاقے کو پار کرتے ہوئے ہمیں ڈیڑھ گھنٹہ لگا تھا!

سلام ہو اُس عظیم ہستی پر جنھوں نے اُس زمانے میں محنت و مشقت کے ساتھ اتنا لمبا سفر کر کے خود کو اور اپنی قوم کو ایمان کے نور سے منور کیا تھا۔

## توحیدِ الٰہی میں اشعار

فَشَرَحَ لِيَ الْإِسْلَامَ فَأَسْلَمْتُ.

چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول فرمایا، اسلام لانے کے بعد حضرت مازن بن غضوبہ رضی اللہ عنہ نے توحیدِ الٰہی کے سمندر میں ڈوب کر یہ اشعار کہے:

| | |
|---|---|
| كَسَرْتُ نَاجِزاً جُذَاذًا وَكَانَ لَنَا | رَبًّا نَطِيفُ بِهِ عُمْيًا بِضَلَالِ |
| بِالْهَاشِمِيِّ هُدِينَا مِنْ ضَلَالَتِهِ | وَلَمْ يَكُنْ دِينُهُ مِنِّي عَلَى بَالِ |
| يَا رَاكِبًا! بَلِّغَنْ عَمْرًا وَإِخْوَتَهُ | أَنِّي لِمَنْ قَالَ: رَبِّي نَاجِزٌ قَالِ |

میں نے ناجز (بُت) کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے، وہ ہمارا رب تھا، ہم اندھے ہو کر اس کی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

ہم ہاشمی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے اس کی گمراہی سے نکالے گئے۔ اس کا دین میرے دل و دماغ میں نہیں تھا۔

اے سوار! تو عمرو اور اس کے بھائی کو یہ خبر دے دینا۔ میں کہتا ہوں: میرا رب وہ ہے جس نے میرا ہر کہا پورا کیا۔

❁❁❁

## عجیب لہجے میں دعا کی درخواست

فَقَالَ مَازِنٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي امْرُأٌ مُولَعٌ بِالطَّرَبِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَالْهَلُوكِ - قَالَ ابْنُ الْكَلْبِي: وَالْهَلُوكُ الْفَاجِرَةُ مِنَ النِّسَاءِ - وَأَلَحَّتْ عَلَيْنَا السُّنُونَ، فَأَذْهَبَتِ الْأَمْوَالَ وَأَهْزَلَتِ الذَّرَارِيَ، وَلَيْسَ لِي وَلَدٌ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَذْهَبَ عَنِّي مَا أَجِدُ، وَيَأْتِيَنِي بِالْحَيَاءِ وَيَهَبُ لِي وَلَدًا.

حضرت مازن رضی اللہ عنہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے: حضور! جاہلیت کے زمانے میں گانے سننے اور بجانے کی مجھے عادت تھی، میں شراب میں شرابور اور زنا کاری میں چور تھا۔ نیز اے اللہ کے رسول! ہم پر قحط سالی آپڑی ہے، اس کی وجہ سے ہمارے مال و دولت ہلاک ہوگئے، ہماری اولاد کمزور ہوگئی۔

اور اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نصیب فرماوے اور میں جس تکلیف میں مبتلا ہوں، اس سے مجھے نجات عطا فرماوے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فصیح و جامع دعا

فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَللَّهُمَّ أَبْدِلْهُ بِالطَّرَبِ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ، وَبِالْحَرَامِ الْحَلَالَ، وَبِالْعُهْرِ عِفَّةَ الْفَرْجِ، وَبِالْخَمْرِ رَيًّا لَا إِثْمَ فِيهِ، وَاٰتِهِمْ بِالْحَيَاءِ، وَهَبْ لَهُ وَلَدًا.

حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! (۱) آپ اس سے لہو و لعب اور گانے بجانے کی عادت چھڑوا کر قرآنِ مجید کی نعمت (۲) حرام کے

بدلے حلال کی نعمت (۳) زنا کے بدلے عفت و پاک دامنی کی نعمت (۴) اور شراب کے بدلے ایسی صاف صفاف مشروبات (پینے کی چیز) کی نعمت عطا فرمایئے، جس میں کوئی گناہ نہ ہو، (۵) اور ان کو خوش حالی نصیب فرمایئے اور ان کو اولاد عطا فرمایئے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت

قَالَ مَازِنٌ: فَأَذْهَبَ اللهُ عَنِّي مَا كُنْتُ أَجِدُ وَوَهَبَ اللهُ لِي حَبَّارَ بْنَ مَازِنٍ.

حضرت مازن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور میری قوم سے تمام برائیاں اور مصیبتیں دور فرمادیں اور مجھے ''حبار'' نامی ایک لڑکا عطا فرمایا۔

ان کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ انھوں نے اس کے بعد چار آزاد عورتوں سے نکاح کیا، حج بیت اللہ کیا، نیز قرآنِ کریم کا کافی حصہ زبانی بھی یاد کیا۔

انھوں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض بھی کیا تھا کہ: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال تھا؛ لیکن گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی گئی؛ لیکن اب اسلام کی دولت اور اطاعت و فرماں برداری کی وجہ سے اس میں برکت ہونے لگی۔

## حضرت مازن رضی اللہ عنہ کا اپنی قوم کو دعوت دینا

حضرت مازن رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے وطن ''عمان'' واپس لوٹے اور یہاں آکر خوب محنت کی، لوگوں کو اسلام اور ایمان

کی طرف بلایا؛ چناں چہ ان کے اخلاص اور محنت کی برکت سے ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور الحمدللہ! آج یہاں بڑی تعداد میں مسلم آبادی موجود ہے؛ بلکہ اس ملک کا شمار اسلامی ممالک میں ہوتا ہے۔

## حضرت مازن رضی اللہ عنہ کے درد بھرے اشعار

حضرت مازن رضی اللہ عنہ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درد بھرے اشعار بھی پیش کیے تھے، اُن اشعار میں انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن سفارش کی درخواست بھی کی تھی، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑے فصیح انسان اور بلیغ شاعر تھے:

| | |
|---|---|
| إِلَيْكَ رَسُولَ اللهِ خَبَّتْ مَطِيَّتِي | تَجُوبُ الْفَيَافِي مِنْ عُمَانَ إِلَى الْعَرْجِ |
| لِتَشْفَعَ لِي يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى | فَيَغْفِرَ لِي رَبِّي فَأَرْجِعَ بِالْفَلْجِ |
| إِلَى مَعْشَرٍ خَالَفْتُ فِي اللهِ دِينَهُم | فَلَا رَأْيُهُمْ رَأْيِي وَلَا شَرْجُهُمْ شَرْجِي |
| وَكُنْتُ امْرَءًا بِالْعُهْرِ وَالْخَمْرِ مُولَعًا | حَيَاتِيَ حَتَّى آذَنَ الْجِسْمُ بِالنَّهْجِ |
| فَبَدَّلَنِي بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَخَشْيَةً | وَبِالْعُهْرِ إِحْصَانًا فَحَصَّنَ لِي فَرْجِي |
| فَأَصْبَحْتُ هَمِّي مِنَ الْجِهَادِ وَنِيَّتِي | فَلِلّٰهِ مَا صَوْمِي وَلِلّٰهِ مَا حَجِّي |

ترجمہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اونٹنی پر سوار ہوکر جنگل و بیابان سے سفر کرتا ہوا ''عمان'' سے آپ کے پاس ''عرج'' پہنچا ہوں۔

اے سب سے بہترین ذات! آپ میری سفارش کیجیے؛ تاکہ میرا رب میری مغفرت کرے اور میں کامیاب ہوکر لوٹوں۔

ایسے معاشرے کی طرف جن کے دین کی میں نے اللہ کے دین کے خاطر مخالفت کی ہے، سوان کی رائے میری رائے اور ان کا مقصد میرا مقصد نہیں ہے۔

میں زنا اور شراب میں مبتلا تھا۔ یہاں تک کہ اِس طرح کی برائی کرتے کرتے میرا جسم تھک گیا۔

سو اس نے میرے شراب کی عادت کو خوف اور خشیت سے بدل دی۔ اور میری بدکاری کو عفّت سے؛ چناں چہ اس نے میری شرم گاہ کو محفوظ کر دیا۔

اب میرا ارادہ اور نیت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ اور میرا حج اور روزہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸/۲۴۷)

بہر حال! انھوں نے بہت زیادہ محنت ومشقت کے ساتھ مدینہ منورہ کا سفر کر کے ایمان قبول کیا اور اپنے علاقے میں آکر ایمان کی تبلیغ وترویج کی، اللہ تعالیٰ ان کو پوری امّت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرماوے اور ہمیں دنیا میں ان کے پاکیزہ نقشِ قدم پر چلا کر آخرت میں بھی ان کے ساتھ حشر فرماوے۔

واقعی یہ بہت پُرسکون جگہ ہے، یہاں ہم نے دعا کی تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، یہ حضرات اپنی زندگی میں تو "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" تھے ہی؛ لیکن آج قبر میں بھی پوری انسانیت کے لیے رحم وکرم کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے کچھ اوصاف عطا فرماوے، آمین!

## مدینۃُ السحر (جادوگروں کا شہر) میں قلعۂ بہلہ

ہم اِس وقت عمان کے "مدینۃُ السحر" (magic city) کے "قلعۂ بہلہ" میں موجود ہیں، اِس شہر کو "مدینۃُ الجن" بھی کہا جاتا ہے، یہ مسقط سے ۲۰۶ ر کلو میٹر جنوبِ مغرب میں ہے۔

یہاں کے متعلق مشہور ہے کہ کسی زمانے میں یہاں "میسیٰ" اور "غیسیٰ"؟ نامی دو بہنیں تھیں، ان کے جناتوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے؛ چناں چہ انھوں نے جناتوں کے ساتھ مل کر ایک رات میں شہر پناہ کی دیوار بنائی تھی، جو تقریباً ۱۲ ر کلو میٹر لمبی بتلائی جاتی ہے، یہ دیوار آج بھی موجود ہے۔ یہاں قلعے کے قریب پتھر سے بنے ہوئے پرانے زمانے کے مکانات موجود ہیں، اسی طرح پُرانے طرز کی ایک مسجد بھی موجود ہے۔

## پُرانے زمانے کا تعمیری کام

اِس علاقے میں تیز ہوائیں چلتی ہیں، سخت بارش ہوتی ہے، اس کے باوجود سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی پُرانے مکانات کے ڈھانچے یہاں موجود ہیں، اُس زمانے کی پُرانی تعمیرات ابھی باقی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے زمانے میں آج کی طرح سہولیات نہ ہونے کے باوجود معمار اور کاریگر کس عمدگی سے کام کرتے تھے!

نیز ان کی تعمیرات میں اِس چیز کا بھی برابر لحاظ کیا جاتا ہے کہ دن کے وقت مکان یا تعمیر میں روشنی رہے، ہوا کے آنے جانے کا برابر نظام ہو، یہ ان کے بڑے کمال اور خوبی کی بات تھی۔

# ’’صلالہ‘‘خلیج (Gulf) کا سویزرلینڈ

’’مسقط‘‘ سے ’’صلالہ‘‘ ۱۰۱۷رکلومیٹر کے فاصلے پر ہے، بھائی سلیمان جو ماشاءاللہ! بہترین ڈرائیور ہے، انھوں نے لینڈ روور(Landrover) کار کرائے پر لے رکھی تھی، ان کی ڈرائیورنگ میں ہم نے یہ لمبا سفر بہ عافیت طے کیا۔

اتنے لمبے فاصلے والے سفر میں تقریباً ۷۷۱رکلومیٹر بالکل سیدھا راستہ ہے، راستے کے دونوں طرف پہاڑ، ٹیلے، پانی کی وادیاں، قدم قدم پر مسجد، پیٹرول پمپ، ریسٹورنٹ سب موجود ہیں، تقریباً رات کے ۲ر بجے ہم ’’صلالہ‘‘ پہنچے۔

صلالہ شہر کو خلیج (Gulf) کا سویزرلینڈ(Switzer land) کہا جاتا ہے، بہت ہی خوب صورت شہر ہے اوراس کے آس پاس بہت سی اسلامی یادگاریں ہیں۔

## ۲۷/اپریل ۲۰۲۳ء، مطابق: ۶/شوال ۱۴۴۴ھ بہ روز جمعرات

## مقامِ منطقہ احقاف

یہاں ”منطقہ احقاف“ نامی ایک جگہ ہے، قرآنِ مجید میں احقاف کے نام سے ”سورۂ احقاف“ نامی مستقل سورت ہے، وہاں احقاف کے متعلق مفسرین نے جو تفصیلات لکھی ہے، اِس جگہ واقعی اس کا منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔

چناں چہ یہاں دور دراز تک سمندر کی موجوں کی طرح وسیع میدان میں ریت، مٹی اور عجیب وغریب پہاڑ موجود ہیں۔

### پرانا قلعہ

یہاں پرانے زمانے کا ایک قلعہ بھی ہے، جس میں چھوٹی بڑی مسجدیں ہیں؛ لیکن اِس وقت کافی بوسیدہ ہو چکی ہیں، ہم نے یہاں کچھ ذکر وتکبیر کا اہتمام کیا؛ تاکہ مسجد کی پرانی دیواروں کو سکون ملے اِس معنیٰ کر کے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا بندہ یا کسی درجے میں میرا حق ادا کرنے والی کوئی جماعت آئی۔

مزید یہ نیت بھی کی کہ کل قیامت کے دن یہ دیواریں، پتھر، زمین ہم لوگوں کے ایمان اور اعمال کی گواہی دیں۔

### ایک اہم نصیحت

دنیا میں بہت سی ایسی تاریخی مساجد ہیں جو پہلے آباد تھیں، اب زمانے کی گردش کی وجہ سے ویران اور بند پڑی ہیں، ان میں کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہیں ہے؛ اس

لیے ہمیں جب بھی ایسی تاریخی مسجدوں میں جانے کا موقع ملے اور کوئی مانع ورکاوٹ نہ ہو تو وہاں نماز، ذکر و تسبیحات وغیرہ کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔

خیر! ہم سب نے چھوٹے سے الیکٹریکل وہیکل(Electronic Vehicle) کے ذریعے اِس پورے علاقے کا دورہ کیا۔

## حضرت ہود علیہ السلام کے مزار پر حاضری

اِس وقت ہم ''صلالہ'' سے ۲۵ رکلومیٹر دور نہایت اونچے اونچے پہاڑی علاقوں میں موجود ہیں، یہاں دور دور تک عجیب وغریب قسم کے پہاڑ اور مختلف قسم کے درخت اور بَل کھاتے ہوئے خوب صورت راستے ہیں، ان سب چیزوں سے گزرتے ہوئے ہم ایک جگہ پہنچے، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں سیدنا حضرت ہود علیہ السلام کا مزار ہے۔

## انبیا علیہم السلام کی قبروں اور مزارات کے متعلق ایک اہم وضاحت

اِس سے پہلے بھی میں اس بات کی وضاحت کر چکا ہوں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے مزارات وقبروں کے بارے میں ہم جو باتیں تاریخی طور پر سنتے ہیں اور جو یادگاریں بتلائی جاتی ہیں، اِس سلسلے میں قرآنِ کریم واحادیثِ مبارکہ میں یقینی ثبوت ملنا مشکل ہے۔

ہاں! صرف سیدنا ومولانا، امام الانبیاء والمرسلین: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں آرام فرما ہیں، اسی طرح سیدنا حضرت ابرہیم علیہ السلام، سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق معراج کی روایتوں کی روشنی میں ہم تعین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں، باقی انبیا علیہم السلام کی قبروں کے بارے میں جو مقامات مشہور ہیں ان کو تاریخی روایات سامنے رکھ کر بیان کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض انبیا علیہم السلام کی قبریں مختلف مقامات پر بتلائی جاتی ہیں، حقیقی حال سے اللہ تعالیٰ زیادہ واقف ہیں۔

## حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق کچھ باتیں

قرآنِ کریم میں حضرت ہود علیہ السلام کا تقریباً سات جگہوں پر تذکرہ آیا ہے، وہ سات جگہیں یہ ہیں:

①وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ (الاعراف)

ترجمہ: اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) اس (ہود علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے، کیا پھر بھی تم ڈرتے نہیں ہو؟

②وَاِلٰي عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ (ہود)

ترجمہ: اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر) بھیجا تو ہود نے کہا: اے میری قوم! تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، تمھارے لیے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ تو جھوٹی بات ہی کہہ رہے ہو۔

③قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ (ہود)

ترجمہ: قوم کے لوگ کہنے لگے: اے ہود! تم ہمارے پاس (اپنی سچائی کی) کوئی

دلیل نہیں لائے ہو اور ہم تمھارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور ہم تمھاری بات پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

﴿۴﴾وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ (هود)

ترجمہ: اور جب ہمارا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ہم نے ہود (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی (خاص) رحمت (کے ذریعے عذاب) سے بچالیا اور ہم نے ان کو بھاری عذاب سے نجات دی۔

﴿۵﴾وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ (هود)

ترجمہ: اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لازم کردی گئی اور قیامت کے دن بھی (لعنت ان کے ساتھ رہے گی) سنو! قومِ عاد نے یقیناً اپنے رب کا انکار کیا، سنو! قومِ عاد کے لوگ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دور کردیے گئے جو ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی۔

﴿۶﴾وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ أَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ أَوْ قَوْمَ هُوْدٍ أَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ (هود)

ترجمہ: اور اے میری قوم! میرے ساتھ جو تم کو مخالفت ہے وہ تم کو ایسے (برے) کاموں کی طرف نہ لے جاوے جس کے نتیجے میں تم پر بھی اسی طرح کی مصیبت آپڑے جیسی نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر آپڑی تھی اور لوط کی قوم (کا زمانہ اور علاقہ) تم سے (زیادہ) دور (بھی) نہیں ہے۔

﴿۷﴾ كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ هُوْدٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ترجمہ: قومِ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۲۳﴾ جب کہ ان سے ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ (الشعراء)

## قومِ عاد کا تعارف اور ''عاد'' نام کی وجہ

حضرت ہود علیہ السلام جلیل القدر نبیوں میں سے ہیں، آپ کی قوم ''قومِ عاد'' کہلاتی ہے، ''قومِ عاد'' قدیم ترین قوموں میں سے ہے، ان کا یہ نام قوم کے ایک بڑے آدمی کی نسبت سے ہے، ''عاد'' اصل میں حضرت نوح علیہ السلام کی چوتھی پشت سے تھے۔

ان کا سلسلۂ نسب: عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہم السلام ہے۔

## قومِ عاد کا زمانہ

قومِ عاد کا زمانہ تقریباً ۲۰۰۰ قبل مسیح مانا جاتا ہے اور قرآنِ عزیز میں اس قومِ عاد کو '' مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ '' کہہ کر قومِ نوح کے خلفا میں سے شمار کیا ہے۔

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ شام کی دوبارہ آبادی کے بعد شامی قوموں کی ترقی قومِ عاد ہی سے شروع ہوتی ہے۔

## قومِ عاد بت پرست تھی

یہ قوم بھی قومِ نوح کے بتوں کی پوجا کرتی تھی، جس کی شروعات اِس طرح ہوئی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان آیا اور سارے کافر و مشرک اور ان کے وہ بت جن کی وہ پوجا کرتے تھے؛ یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر سب کے سب ڈوب گئے اور مٹی، کیچڑ میں پڑے پڑے گمنام ہوگئے؛ لیکن ایک زمانے کے بعد

شیطانِ لعین نے ان بتوں کی جگہ کے بارے میں قومِ عاد کے لوگوں کی رہنمائی کی؛ چناں چہ انھوں نے وہ بت نکال کر ان کی پرستش کرنا شروع کردی۔

## قومِ عاد کا مسکن (رہنے کی جگہ)

عاد کا مرکزی مقام ''احقاف'' ہے، احقاف ''حِقْف'' کی جمع ہے، جس کا معنیٰ ایسا ریگستان ہے جو لمبا اور جھکا ہوا ہو۔

ابنِ زاہدؒ فرماتے ہیں: ''حِقْف'' اس ریگستان کو کہتے ہیں جو پہاڑی شکل کا ہو؛ لیکن پہاڑ جتنا بلند نہ ہو۔

امامِ کسائیؒ فرماتے ہیں: گول ریگستان کو ''حِقْف'' کہتے ہیں۔ (تفسیرِ مظہری، جلد:۸،ص:۵۲۱)

احقاف ''حضرموت'' کے شمال میں اِس طرح واقع ہے کہ اس کے مشرق میں ''عمان'' اور شمال میں ''ربع الخالی'' پڑتا ہے؛ لیکن آج کل یہاں ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔

## قومِ عاد کے متعلق تعجب والی باتیں

① قومِ عاد کا تذکرہ قرآنِ کریم کی نو سورتوں: ''سورۂ اعراف''، ''ہودؑ''، ''مومنون''، ''شعراء''، ''فصلت''، ''احقاف''، ''الذاریات''، ''القمر'' اور ''الحاقۃ'' میں ہوا ہے۔

② عاد عربی النسل تھے اور ''احقاف'' کے رہنے والے تھے:

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ۔(الاحقاف)

ترجمہ: اور (اے نبی!) قومِ عاد کے بھائی (یعنی ہود علیہ السلام) کا تذکرہ کرو جب انھوں نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا تھا۔

③ یہ لوگ بڑی قد وقامت کے مالک تھے:

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً.(الاعراف:۶۹)

ترجمہ: اور تم کو بدن کا پھیلاؤ (دوسروں سے) زیادہ عطا کیا۔

④ بہت زیادہ طاقتور تھے، اِسی قوت وطاقت نے انھیں سرکش اور گھمنڈی بنادیا تھا:

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُواْ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُواْ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً.

ترجمہ: سو بہر حال قومِ عاد کے لوگوں نے تو زمین میں ناحق تکبر کیا اور وہ لوگ کہنے لگے: کون ہم سے زیادہ طاقت والا ہے؟ (فصلت:۱۵)

⑤ ان کے جیسی جسامت والی دنیا میں دوسری کوئی قوم پیدا نہیں ہوئی:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿٨﴾ (الفجر)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے عاد یعنی ارم قوم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ ﴿٦﴾ جو اونچے اونچے ستون والے تھے ﴿٧﴾ کہ اس جیسی (لمبائی اور طاقت والی) کوئی اور قوم (دنیا کے تمام) شہروں میں پیدا نہیں کی گئی۔

تفسیر وتاریخ کی کتابوں میں قومِ عاد کی جسامت کے بارے میں میں عجیب عجیب روایتیں پائی جاتی ہیں:

چناں چہ ''الربع الخالی'' کا علاقہ جو عمان، یمن وسعودیہ سے لگتا ہے، یہ قومِ عاد کا

علاقہ سمجھا جاتا ہے، یہاں کسی وقت کھدائی کے دروان جب انسانی ڈھانچے نکلے تو ان کا سر ہی آج کے انسان کے قد کے برابر تھا! یعنی قومِ عاد کا فقط سر چھ فٹ کا ہوا کرتا تھا۔

⑥ کمزوروں پر ظلم ڈھاتے تھے:

وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ (الشعراء)

ترجمہ: اور جب تم پکڑتے ہو تو پکے ظالم بن کر پکڑتے ہو۔

⑦ بت پرست اور مشرک تھے:

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُواْ اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ.

ترجمہ: اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) اس (ہود علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ (الاعراف:۶۵)

⑧ اونچے مضبوط محل اور عالی شان تعمیرات بنا کر اس پر فخر کیا کرتے تھے:

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ (الشعراء)

ترجمہ: کیا تم ہر اونچی جگہ پر یادگار (کی چیزیں) بنا کر کھیل (فضول کام) کرتے ہو؟ اور تم پکے محل بناتے ہو، شاید کہ تم کو (دنیا میں) ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔

## تعمیرات میں غلو؛ قومِ عاد کی میراث

ہمارے لیے اِس میں عبرت کا مقام ہے!

آج کل لوگ تعمیرات کے پیچھے بے ضرورت بہت سارا مال و دولت خرچ

کرتے ہیں، پھر اس کی نمائش کرتے ہیں، اِس طرح کرنے سے ہمارا مال، وقت اور صلاحیت سب ضائع ہوتے ہیں۔

ہاں! انسان اپنے رہنے کے لیے مضبوط مکان اور رہائش گاہ بنائے، اس میں روشنی، ہوا وغیرہ کے انتظامات کا خیال رکھے، سہولیات ہوں، ضروریات کی تکمیل آسانی سے ہوتی ہو، اس کی شریعت میں گنجائش ہے؛ لیکن نمائش اور دکھلاوے کے واسطے عالی شان عمارتیں بنانا اور ان کو مزین کرنا اور اِس پر بے تحاشا خرچ کرنا یہ اچھا کام نہیں ہے، دیکھیے! قرآنِ مجید نے قومِ عاد کے اس فعل کو مقامِ مذمت میں ذکر کیا ہے۔

## ہمارا مکان کیسا ہو؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے بہ قدرِ ضرورت مکان کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: مختصر اور درمیانی قد کا مکان ضرورت کے لیے کافی ہے، زیادہ لمبا اور اونچا مکان تعمیر کرنا مناسب نہیں ہے۔

ایسا منقول ہے: وَبَيْتٌ يَتَدَخَّلُ فِيْهِ.

مکان ایسا ہو کہ جس میں بہ تکلف داخل ہوا جا سکے۔

## حضرت ہود علیہ السلام کی تبلیغ

حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قوم کے لوگوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا اور فرمایا کہ: اے میری قوم کے لوگو! تم اس ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں ہے۔

اس کے نتیجے میں تمھیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ کی جہنم کی آگ سے بچالیں گے اور ہمیشہ

ہمیش کی جنّت اور آرام عطا فرمائیں گے، قرآنِ مجید میں ہے:

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ (الاعراف)

ترجمہ: اور قومِ عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) اس (ہود علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے، کیا پھر بھی تم ڈرتے نہیں ہو؟

## اخلاص سے بھری دعوت

حضرت ہود علیہ السلام نے جب ایمان اور ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا تو کسی کو یہ وہم اور غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ نعوذ باللہ! ہود اس لیے اس طرح کا کام کر رہا ہے؛ تاکہ اس کے بدلے میں اس کو مال و جاہ ملے، وہ مال دار اور مرتبے والا ہو جاوے؛ چناں چہ حضرت ہود علیہ السلام نے شروع ہی میں اس وہم کو دور کرتے ہوئے فرمایا:

یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ (ہود)

ترجمہ: اے میری قوم! میں تم سے اِس (تبلیغ) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرے اجر (یعنی بدلے) کی ذمے داری اُسی (اللہ تعالیٰ) پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، کیا پھر بھی تم لوگ سمجھتے نہیں ہو؟

## وعظ و نصیحت اور دعوتِ دین پر اجرت

یہ بات قرآنِ کریم نے تقریباً تمام ہی انبیاء علیہم السلام کی زبان سے نقل کی ہے کہ ہم تم

سے اپنی دعوت ومحنت کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وعظ وخطابت، دعوت وتبلیغ کا معاوضہ لیا جائے تو یہ تمام چیزیں مؤثر ثابت نہیں ہوتی ہیں اور وعظ ونصیحت پر اجرت لینے والوں کی بات سامعین پر کما حقہ اثر انداز نہیں ہوا کرتی۔

## حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت پر قوم کا جواب اور سبق

جب حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی تو ان کی قوم کے لوگ ان پر ایمان لانے کے بجائے ان کو زبان سے تکلیف پہنچانے لگے اور ان کے بارے میں طرح طرح کے جملے کسنے لگے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۝۶۶ (الاعراف)

ترجمہ: ہود علیہ السلام کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے: ہم تو تم کو دیکھتے ہیں کہ تم میں کچھ عقل نہیں ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ یقیناً تم جھوٹے لوگوں میں سے ہی ہو۔

اللہ اکبر! قوم کو ایمان کی دعوت دینے پر قوم کے نافرمان لوگوں نے مخالفت کرتے ہوئے نبی کو پاگل، جھوٹا اور مجنون تک کہا اور یہ تقریباً ہر قوم کے نافرمان لوگوں کا مزاج رہا ہے، میرے اور آپ کے آقا، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، امام الانبیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مکہ کے کافروں نے ایسی ہی باتیں کہی تھیں؛ لیکن انبیا علیہم السلام یہ تمام مخالفت کی اور غلط باتیں سن کر بھی لوگوں کو ایمان کی دعوت دیا کرتے تھے، اِن چیزوں کی وجہ سے کبھی مایوس اور نا امید نہیں ہوتے تھے۔

## حضرت ہود علیہ السلام کا جواب

قوم کے لوگوں کی اِس بدزبانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت ہود علیہ السلام نے بہت نرالے اور سادے انداز میں جواب دیا:

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝٦٧ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ۝٦٨

ترجمہ: اُس (ہود علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری قوم! مجھ میں ذرا سی بھی بے وقوفی نہیں ہے؛ لیکن میں (تمام) عالموں کے رب کا رسول ہوں ﴿۶۷﴾ میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تو تمھاری بھلائی چاہتا ہوں (اور میں) امانت دار ہوں۔

حضرت ہود علیہ السلام کے اس جواب سے ہمیں دو اہم باتیں سیکھنے ملیں:

① جاہل اور بے وقوف لوگوں کی بدتمیزی و جہالت کو برداشت کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

② نیز اہلِ علم وکمال کے لیے ضرورت کے موقع پر اپنے منصب وکمال کا اظہار کرنا جائز ہے۔

## انبیائے کرام علیہم السلام کی سنّت وخیر خواہی

سبحان اللہ! یہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنّت اور شان رہی ہے کہ بڑے بڑے الزامات، اور خطرناک بہتان لگائے جانے کے بعد بھی کبھی مشتعل اور غصہ نہیں ہوتے تھے؛ بلکہ سادے اور مناسب لہجے میں جواب دیا کرتے تھے۔

مزید ان کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کو سمجھا دیا کرتے تھے کہ تم یہ غلط باتیں بولا کرتے ہو، ایسا نہ کرو؛ ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا؛ اس لیے کہ ہر نبی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہر ہر امتی کے خیر خواہ ہوا کرتے ہیں۔

## دین خیر خواہی کا نام ہے

دین میں خیر خواہی کا بہت بڑا مقام ہے، حضرت نبیِ کریم ﷺ نے بھی اپنی پیاری امّت کو اس کی ترغیب دلائی ہے، حدیث شریف میں ہے، پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ. (المسلم:۵۵)

دین خیر خواہی اور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنے کا نام ہے۔

## احسانات کو یاد دلا کر دعوت

جب قوم کے لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی بات نہیں مانی اور ایمان قبول نہیں کیا تو پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلا کر قوم کو دین کی طرف مائل کرنا چاہا، قرآنِ پاک میں ہے:

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ (الاعراف)

ترجمہ: بھلا کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے کہ تم ہی میں سے ایک آدمی کے ذریعے تم کو تمھارے رب کی نصیحت پہنچی؛ تاکہ وہ تم کو ڈراوے اور تم یاد کرو جب اس (اللہ تعالیٰ)

نے تم کو قومِ نوح کے بعد (زمین کا) خلیفہ بنایا اور تم کو بدن کا پھیلاؤ (دوسروں سے) زیادہ عطا کیا، سوتم اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو؛ تاکہ تم لوگ کامیاب ہوجاؤ۔

## نعمت کی ناشکری کا وبال

اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کو عجیب وغریب طاقت وقوت کے ساتھ ساتھ تندرستی اور صحت والا جسم بھی عطا فرمایا تھا، ان کو چاہیے تھا کہ اس نعمت کے شکرانے کے طور پر صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے، دین کی اشاعت کرتے اور کمزوروں کی مدد کرتے؛ لیکن قومِ عاد کے لوگ ان اچھے کاموں کو چھوڑ کر گناہ اور نافرمانی میں مبتلا ہوگئے، تکبر کرنے لگے اور اتراتے ہوئے کہنے لگے: ہم سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں؛ چناں چہ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ غرور اور تکبّر پسند نہیں آیا اور ان کو ان تمام جرموں کی سزا میں ہلاک وبرباد کردیا۔

## نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے

اس لیے اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنی خاص نعمت عطا کی ہو تو اس کو چاہیے کہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرے، ناشکری سے اپنے آپ کو بچائے.

اگر کسی کے پاس اچھی صحت ہو، طاقت وقوت ہو تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگانے کی کوشش کرے، دین کی اشاعت وتبلیغ کرے، اس کا غلط استعمال کرتے ہوئے کسی سے ناحق لڑائی- جھگڑا نہ کرے اور کمزوروں پر ظلم نہ کرے.

یہ چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

## حضرت ہود علیہ السلام کا اپنی قوم سے معافی مانگنے کا مطالبہ

جب حضرت ہود علیہ السلام کے بہت سمجھانے کے باوجود قوم کے لوگوں کی شرارت و سرکشی بڑھنے لگی تو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ: تم اپنی ان حرکتوں کو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو! اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمھارے لیے خوب بارش برسائیں گے اور تمھاری طاقت میں بھی اضافہ کر دیں گے، قرآنِ کریم میں ہے:

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰي قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ۝۵۲ (ھود)

ترجمہ: اور اے میری قوم! تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کے سامنے توبہ کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائیں گے، اور تمھاری قوت کو زیادہ کر کے تمھاری طاقت کو (اَور) بڑھا دیں گے اور تم لوگ گنہگار بن کر (ایمان سے) مت پھر جاؤ۔

## توبہ کے چار فائدے

اِس آیتِ کریمہ اور سورۂ نوح کی آیتِ کریمہ سے سے پتا چلتا ہے کہ جو شخص اپنے کرتوت اور گناہوں سے شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع اور توبہ کرے گا تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کے مال میں زیادتی کریں گے، اولاد میں برکت دیں گے، جسم میں قوت اور طاقت دیں گے اور آسمان سے بارش برسائیں گے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کیا کریں۔

## قومِ عاد کا عذاب کا مطالبہ

حضرت ہود علیہ السلام کی اِس درخواست پر غور وفکر اور عمل کرنے کے بجائے ان کی شرارت وسرکشی میں جوش آ گیا اور اب تو وہ نبی سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مطالبہ کرنے لگے، قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ (ہود)

ترجمہ: (قوم کے) لوگ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور ہمارے باپ دادے جن (بتوں) کی عبادت کرتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں؟ اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آ جس کی تو ہم کو دھمکی دیتا ہے۔

یہ انسان کی بہت بڑی نادانی ہے کہ وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مطالبہ کرے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی اپنے عذاب سے حفاظت فرمائے، آمین!

## حضرت ہود علیہ السلام کا قوم کو جواب

جب حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے بتلا دیا گیا کہ اب ظالم لوگ ہلاک ہونے والے ہیں تو انھوں نے بھی قوم کے لوگوں کو اس بات کی خبر دے دی کہ جس چیز کی تم جلدی مچا رہے ہو وہ عنقریب آنے ہی والی ہے:

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ﴿۷۱﴾(الاعراف)

ترجمہ: اس (ہود علیہ السلام) نے کہا: پکی بات ہے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب (کا آنا) طے ہو چکا ہے، کیا تم مجھ سے چند (بے حقیقت) ناموں کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے (خود پہلے) رکھ لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (کے معبود ہونے) پر کوئی دلیل نہیں اتاری؟ سو تم انتظار کرو، یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

## اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اترنا

پھر جس وقت تقدیرِ الٰہی میں ان نافرمانوں پر عذاب آنا طے تھا، اُس وقت ان پر عذاب آپڑا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَه بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴿۷۲﴾(ہود)

ترجمہ: سو ہم نے اس (ہود علیہ السلام) کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت (اور کرم) سے (عذاب سے) بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ایمان لانے والے نہیں تھے ہم نے ان لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی۔

## عذاب کی ہولناکی

ان نافرمانوں پر آنے والا عذاب اتنا خطرناک تھا کہ اس نے اتنے طاقتور لوگوں کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ان کو کھجور کے کھوکھلے تنوں کے مانند پچھاڑ دیا، سورۂ حاقہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ﴿۷﴾

ترجمہ: اور (قوم) عاد کے لوگ تو ایسی طوفانی بے قابو ہوا سے ہلاک کر دیے گئے، جس کو اس (اللہ تعالیٰ) نے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک لگا تار مسلط کر دیا تھا، سو تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہاں لوگ کھجور کے (گرے ہوئے) کھوکھلے تنوں کی طرح پچھاڑے ہوئے پڑے تھے۔ (الحاقۃ)

مفسرین نے لکھا ہے کہ شوال کے مہینے میں ایک بدھ سے لے کر دوسرے بدھ تک عذاب رہا، اِس خطرناک آندھی نے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا، تیز اور سخت ہوا نے غاروں، پہاڑوں کی گھاٹیوں، گھروں، محلّات اور قلعوں میں چھپے ہوئے لوگوں کو بھی ختم کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ آندھی جس کے ذریعے قومِ عاد ہلاک کی گئی، دراصل اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایک انگوٹھی کے حجم کے برابر ہوا کھولی تھی، پس وہ ہوا پہلے دیہات میں گئی اور وہاں کے لوگوں، مویشیوں اور مالوں کو اٹھا کر آسمان وزمین کے درمیان لے گئی۔ (مسلم شریف)

## ایک نکتے کی بات

قرآنِ کریم میں لفظِ ''ہود'' ''شخصیت کے نام'' کے طور پر بھی آیا ہے اور مصدری معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے، سورۂ بقرہ میں ہے:

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴿۱۳۵﴾ (البقرۃ)

ترجمہ: اور وہ (یہود ونصاریٰ) کہنے لگے: (اے مسلمانو!) تم یہودی یا نصرانی بن جاؤ، تم صحیح راستے پر آجاؤ گے (توان کو جواب میں) تم کہو: (نہیں) بلکہ (ہم تو) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر عمل کریں گے جو بالکل ٹھیک (سیدھے) راستے پر (یعنی موحد) تھے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

اِس آیت میں حضرت ہود علیہ السلام مراد نہیں ہے؛ بلکہ یہودی ہونا مراد ہے، باقی جگہوں پر اللہ کے نبی: حضرت ہود علیہ السلام مراد ہیں۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اگر کوئی اپنے بیٹے کا نام: ''ہود'' رکھے تو ان شاء اللہ! خیر اور برکت کا ذریعہ بنے گا۔

## حضرت ہود علیہ السلام کے قصے سے سیکھنے کی باتیں

① سرکشی اور تکبر سے بچیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روگردانی اور سرکشی کرنے والوں کا انجام ہمیشہ بُرا ہوا ہے۔

② آخرت کو یاد کیا کریں۔ جیسے قومِ عاد نے اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کو بھلا دیا تھا، وہ زمین میں اپنے بڑے بڑے گھروں میں ایسے بستے تھے جیسے انھیں کبھی موت ہی نہیں آنی، آج ہمارا بھی یہی حال ہے ہم دنیا کی رنگینیوں میں اور ظاہری شان وشوکت میں اِس قدر گم ہو گئے ہیں کہ اپنی اصل منزل بھلا بیٹھے ہیں۔

③ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ چاہے ہم دنیا میں کتنی ہی ترقی کر لیں یا کتنے ہی بڑے رتبے پالیں، پھر بھی ہم ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں؛ لہٰذا خود کو بڑا سمجھنا اور یہ سوچنا کہ ہمارے پاس ہر چیز کا علم اور اختیار ہے، یہ صرف اور صرف تکبّر و سرکشی اور اپنے رب سے بغاوت ہے۔

# حضرت ایوب علیہ السلام کے مزار پر حاضری

''صلالہ'' سے ۳۱؍کلومیٹر شمال میں ایک اونچے پہاڑ پر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف منسوب مزار بھی ہے، الحمدللہ! ہماری اُس جگہ بھی حاضری ہوئی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا شجرۂ نسب: ایوب بن اموص بن زراح بن عیص بن اسحاق بن ابرہیم الخلیل علیہم السلام بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، قرآن میں ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ (الانعام)

ترجمہ: اور ہم نے اس (ابراہیم) کو اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب (جیسا پوتا) دیا، سب کو ہم نے ہدایت دے رکھی تھی اور ہم نے نوح کو (تو ابراہیم سے) پہلے ہی ہدایت دے رکھی تھی اور اس (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی (ہدایت دی تھی) اور نیک کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

ابنِ عساکر سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور آپ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے تھے۔

جب کہ ایک دوسری تفسیری روایت کے مطابق ''وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ'' میں ''ہ'' ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے؛ گویا حضرت ایوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحب زادے: حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کی شکل وصورت

حضرت ایوب علیہ السلام شکل وصورت کے اعتبار سے بہت حسین وجمیل انسان تھے۔ آپ علیہ السلام کے بال گھنگریالے، آنکھیں موٹی اور خوب صورت، گردن چھوٹی، سینہ چوڑا، پنڈلیاں اور کلائیاں موٹی تھیں۔آپ کا قد لمبا تھا۔ (روح المعانی:۷۶/۱۷)

## حضرت ایوب علیہ السلام کی خصوصیّات

حضرت ایوب علیہ السلام "عوض" کے رہنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

① حضرت ایوب علیہ السلام بہت سچے انسان تھے۔

② اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔

③ گناہ اور برائیوں سے دور رہنے والے تھے۔

④ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر وتسبیحات میں مشغول رہتے تھے۔

⑤ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی مقدار میں مال ودولت سے نوازا تھا، ان کے پاس باغات، شاندار محلات اور بہت زیادہ خادم اور نوکر تھے۔

⑦ غریبوں اور محتاجوں کا بہت خیال رکھتے تھے، ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

⑧ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ اولاد عطا فرمائی تھی۔

پرانے زمانے میں اولاد کا زیادہ ہونا لوگ نعمت سمجھتے تھے؛ لیکن افسوس آج لوگوں کی سوچ بدل گئی ہے!

ہمیں اِن تمام خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی محنت اور کوشش کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو ان خوبیوں سے مالامال فرمائے، آمین!

## قرآنِ کریم میں حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت ایوب علیہ السلام کا مبارک تذکرہ قرآنِ مجید کی تقریباً چار سورتوں میں ہے:
(۱) سورۂ نساء (۲) سورۂ انعام (۳) سورۂ انبیاء (۴) سورۂ ص۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کی بعثت

مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بعثت، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے درمیان ہوئی۔

## اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بے نیازی نہ ہو

ہمیں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ لالچ بری بلا ہے؛ لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کبھی بے نیاز بھی نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق ملے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے، حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادٰى رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ! وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ. (البخاری: ۷۴۹۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دوران کہ حضرت ایوب علیہ السلام کپڑے اتار کر غسل فرمارہے تھے، ان پر

سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، حضرت ایوب علیہ السلام انھیں لپ بھر بھر کر اپنے کپڑوں میں سمیٹنے لگے، اس وقت ان کے رب نے انھیں پکارا کہ: اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اِس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا؟

حضرت ایوب علیہ السلام نے جواب دیا: کیوں نہیں، آپ کی عزت کی قسم! لیکن آپ کی برکت سے میرے لیے بے نیازی کیوں کر ممکن ہے!

## حضرت ایوب علیہ السلام کی اہلیہ کا نام

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ: ابنِ عساکرؒ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کا نام: ''رحمت بنت میشان بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھا۔ (الدر المنثور: ۷/۱۹۷)

گویا حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔

''صلالہ'' میں لوگ ان کو ''روحیما بی بی'' سے تعبیر کرتے ہیں، ہم نے جب یہ لفظ سنا تو کافی دیر تک تشویش رہی کہ ''روحیما بی بی'' سے کون مراد ہے؟ بعد میں سمجھ آیا کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی اہلیہ کو اِس نام سے ذکر کرتے ہیں۔

بعض روایات کے مطابق ''لیّا بنت یعقوب'' اور کچھ روایات میں ''رحمت بنت افرائیم'' اور دوسری تاریخی روایات میں ''لیّا بنت منسا بن یوسف بن یعقوب'' مذکور ہے اور یہی نام سب سے مستند سمجھا جاتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی اس اہلیہ نے ان کی آزمائش و بیماری کے دنوں میں بہت خدمت کی تھی، آپ کی وفادار بیوی بن کر رہی تھی۔

## آزمائش سے پہلے مال ودولت کی فراوانی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش سے پہلے بہت زیادہ مال ودولت سے نوازا تھا،کھیتی باڑی، سرسبز وشاداب باغات، قسم قسم کے جانور؛ یعنی بھیڑ، بکریاں، گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ کی کثرت تھی۔

بلکہ کھیتوں میں ہل چلانے کے واسطے بیلوں کی پانچ سو جوڑیاں تھیں، پانچ سو غلام خدمت کرنے کے لیے ہروقت موجود رہتے تھے، پھر ہر غلام کی بیوی اوراولاد بھی خدمت کے لیے آپ کے پاس رہتے تھے۔

نیز خود آپ علیہ السلام کے سات بیٹے اورسات بیٹیاں تھیں۔(ماخوذ از روح المعانی)

## فرشتوں کی تعریف اورشیطان کا حسد

بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی مدح وتعریف فرشتوں میں بھی ہونے لگی تو شیطان جل گیااوراس کواس بات کا حسد ہوا کہ ایوب اتنے عبادت گزار ہیں کہ فرشتے بھی ان کی تعریف کرتے ہیں؛ لہٰذا شیطان مارے حسد کے اللہ تعالیٰ کے پاس جاکر کہنے لگا کہ: ایوب شکر گزاری اس لیے کرتے ہیں کہ آپ نے ان کو ہرطرح کی نعمتیں دے رکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں! ایسانہیں ہوسکتا: بلکہ ہمارے بندے ایوب پر اگر فقر اورمصیبت آپڑے گی تواس پر وہ صبر بھی کرے گا!

آگے باری تعالیٰ نے فرمایا: اے شیطان! تو میرے بندے کوورغلانہیں سکتا!

## شیطان کی چال

چناں چہ شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کو ورغلانے کے لیے ان کے پیچھے لگ گیا اور دن رات ان کے دل میں گندے گندے وساوس ڈالنے لگا؛ تاکہ کسی طرح وہ کوئی غلطی کر بیٹھے اور کسی برے کام میں پھنس جاوے؛ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی ہر طرح حفاظت فرمائی اور شیطان کے مکروفریب سے انھیں محفوظ رکھا۔

## شیطانی چیلوں کی ناپاک چال

پھر ایک عجیب قصہ یہ ہوگیا کہ کچھ مظلوم لوگ بادشاہ کے پاس شکایت لے کر گئے، بادشاہ نے ان مظلوموں کی بات نہیں مانی؛ لیکن یہ کہا کہ: اگر ایوب تمھارے حق میں گواہی دے دیں تو میں تمھارا مطالبہ منظور کرلوں گا۔ وہ لوگ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے گواہی دینے کی درخواست کی۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ: میں اِس معاملے میں گواہی نہیں دے سکتا؛ کیوں کہ گواہی تو دیکھنے پر ہوا کرتی ہے؛ لیکن انھوں نے یہ عذر قبول نہیں کیا اور وہ حضرت ایوب علیہ السلام سے دشمنی اور ان کے خلاف پروپیگنڈے کرنے لگے؛ مگر اس کے باوجود حضرت ایوب علیہ السلام برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہیں۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ ہر زمانے میں ہر نبی کے خلاف پروپیگنڈے ہوئے ہیں، اسی طرح ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے خلاف بھی اِس قسم کے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں؛ اس لیے اِن سب چیزوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بس! اپنے نصب العین میں مصروف اور اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش

پھر جب ایک مقرّر وقت پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش و امتحان میں ڈالا تو سب سے پہلے آپ کا مکان گر پڑا، جس کے نتیجے میں آپ کی تمام اولاد اس کے نیچے دب کر مر گئیں۔

آپ کے تمام جانور ہلاک ہو گئے، تمام کھیتیاں اور باغات بھی برباد ہو گئے؛ غرض آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔

پھر آپ کو جب ان چیزوں کے ہلاک و برباد ہونے کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف کیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: میرا کیا تھا اور کیا ہے؟ جس کا تھا اس نے لے لیا، ہاں! جب تک اس نے مجھے دے رکھا تھا میرے پاس تھا، جب اس نے چاہا لے لیا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے اِس عمل سے ہمیں سبق لینا چاہیے۔

پھر ایک مدّت کے بعد آپ بیمار ہو گئے اور اس بیماری کی حالت میں تمام لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا، سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہی اور آپ کی بے حد تیمارداری اور بہت زیادہ خدمت کرتی رہی۔

## آپ کو کونسی بیماری لاحق ہوئی تھی؟

حضرت ایوب علیہ السلام کو کونسی بیماری تھی، اِس بارے میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے ''معارف القرآن'' میں لکھا ہے کہ قرآنِ کریم میں یہ تو واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک سخت قسم کی بیماری لگ گئی تھی؛ لیکن اِس بیماری کی نوعیت مذکور نہیں

ہے۔ نیز احادیثِ مبارکہ میں بھی اس کی کوئی تفصیل آں حضرت ﷺ سے منقول نہیں ہے؛ البتہ بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے جسم پر پھوڑے نکل آئے تھے اوران میں کیڑے پڑ گئے تھے؛ یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ علیہ السلام کو ایک کوڑی (کچرے کے ڈھیر) پر ڈال دیا تھا؛ لیکن بعض محقق مفسرینِ کرام نے ان آثار کو درست تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، اُن کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں تو آسکتی ہیں؛ مگر اُنھیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا، جن سے لوگ نفرت کرنے لگے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا

پھر آپ علیہ السلام کو جب بہت زیادہ تکلیف ہوئی تو آپ نے یہ دعا مانگی:

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّه اَنِّىْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَـمُ الرّٰحِمِيْنَ﴿۸۳﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: اور ایوب (علیہ السلام کا واقعہ بھی تو سنو) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ ”مجھ کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یہ بہت ہی جامع اور موٴثر دعا ہے، ہمیں اسے زبانی یاد کر لینا چاہیے۔

دوسری جگہ ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّه اَنِّىْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴿۴۱﴾ (ص)

ترجمہ: اور تم ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کو یاد کرو، جب انھوں نے اپنے رب کو آواز دی کہ: (اے اللہ)! شیطان نے مجھ کو تو دکھ اور تکلیف پہنچا رکھی ہے۔

یہاں ایک بات بڑی قابلِ غور ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری اور تکلیف کی نسبت شیطانِ لعین کی طرف کی، معلوم ہوا کہ ناپسندیدہ چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کرتے، یہ ادب کا تقاضا ہے۔

دوسری بات یہ بھی ملحوظ رہے کہ کاملین پر شیطان اثر تو ڈالتا ہے؛ لیکن وہ ان کو گناہ تک نہیں لے جاسکتا۔

## دعا کی قبولیّت

بہرحال! جب آپ اپنے رب کی آزمائش میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بیماری اور تکلیف دور کرنے کا ایک نسخہ بتلایا، قرآنِ مجید میں ہے:

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ (ص)

ترجمہ: (ہم نے حکم دیا کہ زمین پر) تم اپنا پیر مارو، یہ ٹھنڈا پانی ہے جو نہانے اور پینے کے کام میں آئے گا۔

چناں چہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی میں جیسے ہی اپنا پاؤں زمین پر مارا تو فوراً زمین سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا، اس کے بعد آپ نے اُس سے غسل کیا تو آپ کے بدن کی تمام بیماریاں دور ہوگئیں۔

## پانی کا یہ چشمہ کہاں ہے؟

پانی کا یہ چشمہ کہاں واقع ہے؟

اس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ وہ ''ترکی'' میں ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ: ''عراق'' میں ہے۔

جب کہ کچھ حضرات کا ماننا ہے کہ وہ چشمہ ''بخارا'' میں ہے۔

نیز ''صلالہ'' میں بھی ایک چشمہ موجود ہے، جو حضرت ایوب علیہ السلام کے چشمے سے مشہور ہے، الحمد للہ! ہم نے نہ صرف اس چشمے کی زیارت کی؛ بلکہ اس چشمے سے وضو کر کے مغرب کی نماز ادا کی۔

## مال و اولاد کی واپسی

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش مکمّل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف اور بیماری دور کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو پھر سے بہت زیادہ مقدار میں مال و دولت اور اولاد سے نوازا، قرآنِ پاک میں ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اور ہم نے ان (ایوب علیہ السلام) کو ان کے گھر والے دے دیے اور ان کے ساتھ اتنے ہی دوسرے بھی (عطا کیے) یہ ہماری طرف سے ایک رحمت تھی اور عقل والوں کے لیے ایک نصیحت تھی۔

اِس بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے سات لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں، یہ تمام آپ علیہ السلام پر آنے والی آزمائش کے دنوں میں انتقال کر گئے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی آزمائش ختم فرمائی تو آپ کو مزید اولاد عطا فرمائی، ایک روایت کے مطابق اس کے بعد آپ علیہ السلام کو چھبیس اولاد ہوئیں۔ (روح المعانی: ۱۷/۷۷)

بعض مفسرین کے قول کے مطابق حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر ایک مثال بن گیا

انسان پر جب کوئی مصیبت آ پہنچتی ہے تو وہ آہ و واویلا اور چیخ و پکار شروع کر دیتا ہے، لوگوں سے شکایت کرتا پھرتا ہے؛ یہاں تک کہ اپنے پیدا کرنے والے کے بارے میں بھی اناپ شناپ بکنے لگتا ہے۔

لیکن لاکھوں سلام اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت ایوب علیہ السلام پر کہ انھوں نے اتنی سخت آزمائش اور انتہائی تکلیف میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور اپنی اِس آزمائش میں استقامت کے پہاڑ بن کر کھڑے رہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جوں جوں آپ علیہ السلام کی آزمائش بڑھائیں، ویسے ویسے اُن کی عبادت زیادہ ہوتی گئی، یہاں تک کہ ان کا صبح وشام کا ہر ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں صَرف ہوتا تھا۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اِس آزمائش کے ذریعے آپ علیہ السلام کو صبر میں ایسا مقام عطا فرمایا کہ رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے "صبرِ ایوب" "مثالی صبر" بن گیا!

### ہمارے لیے سبق

حضرت ایوب علیہ السلام کو سخت تکلیف اور بیماری ہوئی، اہل وعیال اور مال کے اعتبار سے بہت بڑا نقصان ہوا؛ لیکن اتنے سخت حالات میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوس اور ناامید نہیں ہوئے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف مزید توجّہ کی اور دھیان بڑھایا، باری تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تکلیف کو دور کرنے کے واسطے دعا کی۔

ایک انسان کا کمال یہی ہے کہ وہ اپنی تمام تکلیفوں میں اپنے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کو پکارے، اس سے مدد طلب کیا کرے!

## حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر اور ان کا مزار

حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر مبارک کے بارے میں مفسّرین کی مختلف رائیں ہیں، اکثر مفسّرین نے آپ علیہ السلام کی عُمر شریف ۱۴۰ ؍سال بتائی ہے، جب کہ ابنِ جریرؒ کے قول کے مطابق آپ علیہ السلام کی عُمر ۹۳ ؍سال تھی۔

نیز آپ علیہ السلام کے مزار کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں:

(۱) ایران میں ہے۔

(۲) لبنان میں ہے۔

(۳) دمشق میں ہے۔

(۴) اسرائیل میں ہے۔

(۵) ترکی میں ہے۔

چناں چہ اس کی تفصیل ہماری کتاب ''دیکھی ہوئی دنیا'' جلد: ۲ ؍''ترکی کے سفر'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(٦) نیز ''صلالہ'' میں بھی ان کی طرف منسوب ایک مزار ہے۔

بہرحال! یہ سب تفسیری اور تاریخی اقوال ہیں، حقیقی حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

## حضرت اویس قرنیؒ کے مزار پر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک، برگزیدہ وپاکیزہ بندوں میں ایک بہت بڑا نام: حضرت اویس قرنیؒ کا ہے، صلالہ شہر کے پہاڑی علاقے میں حضرت اویس قرنیؒ کی

طرف منسوب بھی ایک مزار ہے، اس جگہ بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

بہت سے حضرات اسی جگہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کا مزار ''صلالہ'' میں ہے؛ لیکن شام اور فلسطین وغیرہ مقامات میں بھی ان کی طرف منسوب مزارات ہیں، اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والے ہیں۔

## حضرت اویس قرنیؒ کا تعارف

آپ کا نام ونسب: ''اویس بن عامر بن جزء بن مالک قرنی، مرادی، یمنی ہے، آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، آپ کی پیدائش و پرورش یمن میں ہوئی۔

آپؒ کا شمار کبارِ تابعین اور بڑے اولیا میں ہوتا ہے، آپؒ نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے؛ لیکن حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوسکی، ''حافظ ابونعیمؒ نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں ''اصبغ بن زید'' سے نقل کیا ہے کہ آپ اپنی والدہ کا خیال رکھنے کی وجہ سے مدینہ منورہ کا سفر نہیں کرسکے تھے۔

آپ کے بارے میں امام ذہبیؒ اپنی مشہور کتاب: ''سیر اعلام النبلاء'' میں لکھتے ہیں: آپؒ متقی و زاہد اور بہترین نمونہ تھے، اپنے زمانے کے تابعین کے سردار تھے، آپ کا شمار متقی، اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ کے مخلص ونیک بندوں میں ہوتا تھا۔

## آج کی اولاد کے لیے بڑا سبق

یہ اویس قرنیؒ وہ ہیں جو اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری نہیں دے سکے، آج کی اولاد کو اس واقعے سے سبق لینے کی ضرورت ہے؛ کیوں کہ آج کل کی بہت ساری اولاد میں والدین کی خدمت کا جذبہ

بالکل نہیں ہے، یا معمولی ہے؛ بلکہ غیر شرعی باتوں کی وجہ سے بھی اولاد ماں باپ سے دور ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ آج کی اولاد کو اپنے والدین کا خدمت گزار بنادے، آمین!

## حضرت اویس قرنیؒ کا مقام

آپ اندازہ لگائیے! امام مسلم جیسے بڑے امام نے آپ کے متعلق حدیث شریف نقل فرمائی ہے؛ بلکہ امام نوویؒ شارحِ مسلم نے ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے:

چناں چہ مسلم شریف میں ہے:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ، سَأَلَهُمْ: أَفِيكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتَّى أَتَى عَلَى أُوَيْسٍ فَقَالَ: أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: لَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَأْتِي أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ، مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ،فَاسْتَغْفِرْ لِي، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: الْكُوفَةَ، قَالَ: أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلَى عَامِلِهَا؟ قَالَ: أَكُونُ فِي غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ، فَوَافَقَ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ، قَالَ: تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ، قَلِيلَ الْمَتَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَأْتِي عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ، كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ، هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ.

فَأْتِى أُوَيْساً فَقَالَ: اِسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: اِسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ، فَاسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: لَقِيتَ عُمَرَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَاسْتَغْفَرَ لَهُ، فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ، فَانْطَلَقَ عَلَى وَجْهِهِ، قَالَ أُسَيْرٌ: وَكَسَوْتُهُ بُرْدَةً، فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ: مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ؟(مسلم شریف:۲۵۴۲)

حضرت اُسیر بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب بھی یمن کے حلیف قبائل حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے دریافت فرماتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟

چناں چہ ایک دن حضرت اویس بن عامر کو پا ہی لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اویس بن عامر ہو؟

انھوں نے کہا: ہاں!

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''قرن'' قبیلے کی شاخ ''مراد'' سے ہو؟

انھوں نے کہا: ہاں!

پھر آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے سوال کیا کہ: کیا تمھیں برص کی بیماری ہوئی تھی جو اِس وقت ختم ہو چکی ہے اور اب صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے؟

انھوں نے کہا: ہاں!

پھر سوال کیا: کیا تمھاری والدہ ہے؟

انھوں نے کہا: ہاں!

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استغفار کی درخواست کرنا

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں حدیث سنائی کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: تمھارے پاس یمن کے حلیف قبائل کے ساتھ ''اویس بن عامرؒ'' آئے گا، اس کا تعلق ''قَرَن'' قبیلے کی شاخ ''مُراد'' سے ہوگا، اسے برص کی بیماری ہوئی تھی، جوکہ ختم ہوچکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے، وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت نیک سلوک کرتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرمادیں گے، (اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری کرکے دکھلاتے ہیں) چناں چہ اگر تم اس سے اپنے لیے استغفار کرواسکو تو لازمی کروانا!

یہ حدیث سناکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔

چناں چہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیش کش اور حیرت انگیز جواب

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

انھوں نے کہا: میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے بارے میں کوفہ کے گورنر کے نام خط لکھ دوں؟ آپ اسی کی مہمان نوازی میں رہو گے۔

انھوں نے اس کے جواب میں کہا: میں گم نام رہوں، یہ مجھے زیادہ اچھا لگے گا۔

پھر حضرت اویس قرنیؒ وہاں سے چلے گئے۔

## قبیلے کے سردار سے حضرت اویسؒ کے بارے میں سوال

راوی کہتے ہیں: جب دوسرے سال حج کے موقع پر ان کے قبیلے کے سردار کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس قرنیؒ کے بارے میں سوال کیا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ اویس قرنیؒ کے چلے جانے کے بعد بھی ان کے بارے میں متفکر تھے)۔

اس سردار نے جواب دیا کہ: وہ فقر اور غریبی کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔

اِس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں حدیث سنائی کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: تمھارے پاس یمن کے حلیف قبائل کے ساتھ ''اویس بن عامر'' آئے گا، اس کا تعلق قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوگا، اسے برص کی بیماری ہوئی تھی، جو کہ ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے، وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت نیک سلوک کرتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم بھی کھالیوے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرمادیں گے، (اللہ تعالیٰ کے کچھ نیک بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری کرتے ہیں) چناں چہ اگر تم اس سے اپنے لیے استغفار کرو اسکو تو ضرور کروانا!

## گمنامی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا شیوہ ہے

جب یہ سردار واپس اپنے علاقے میں آئے تو حضرت اویس قرنیؒ کے پاس جا کر کہنے لگے: میرے لیے استغفار کیجیے!

حضرت اویس قرنیؒ نے کہا: تم ابھی مبارک سفر سے آئے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو! اُس سردار نے پھر سے کہا: تم میرے لیے استغفار کرو! اویس قرنیؒ نے پھر وہی جواب دیا: تم ابھی مبارک سفر سے آئے ہو، تم میرے لیے استغفار کرو! اور مزید یہ بھی پوچھا کہ: کیا کہیں تمھاری ملاقات حضرت عمرؓ سے تو نہیں ہوئی؟

اس سردار نے کہا: ہاں! میری ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنیؒ نے ان کے لیے استغفار کی دعا فرمائی۔

اس واقعے کے بعد لوگوں کو حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں معلوم ہونا شروع ہو گیا؛ مگر چوں کہ حضرت اویس قرنیؒ گمنامی کی زندگی گزارنا چاہتے تھے، اس لیے وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اللہ اکبر! کیسے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مخلص بندے تھے!

آج تو لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ شہرت اور نیک نامی کے لیے طرح طرح کے نسخے آزماتے ہیں، یہ بہت ہی غلط چیز ہے، اس کی وجہ سے ہماری بات اور کام کا اثر باقی نہیں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسی لالچ سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین!

## علما، ائمہ، اہل اللہ پر اعتراض کی حقیقت

دینی بھائیو! اللہ تعالیٰ کے نیک بندے شہرت و دولت کو زیادہ پسند نہیں کیا کرتے ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کبھی کسی حکمت و مصلحت کے خاطر اپنے ایسے بعض بندوں کو بہت

زیادہ مال ودولت عطا فرماتے ہیں؛ لیکن اُس وقت نادان وجاہل لوگ ان پر اعتراضات شروع کردیتے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح نیک لوگوں پر اعتراض کرنا قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، علما، صلحا، اللہ والے لوگوں کو غریب دیکھنے میں بہت سے لوگوں کو مزہ آتا ہے؛ اس لیے علما، صلحا اور اہل اللہ کو ایسی باتوں سے بالکل نہیں گھبرانا چاہیے۔

## اویسؒ مستجاب الدعوات تھے

اسی طرح حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں ایک اور روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.(مسلم شريف: ٦٤٩١)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: تابعین میں سے بہترین انسان وہ شخص ہے جسے اویس کہتے ہیں، اس کی والدہ (زندہ) ہے اور اس (کے جسم) میں سفیدی ہے، اس سے کہو کہ تمھارے لیے دعا کرے۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اویس قرنیؒ "مستجاب الدعوات" تھے۔

اسی طرح امام حاکمؒ نے بھی "المستدرک" میں حضرت اویس قرنیؒ کے فضائل کے بارے میں ایک عنوان قائم کیا ہے اور لکھا ہے: "اویس اِس امت کے راہب ہیں"۔

حضرت اویس قرنیؒ سے بہت سے قیمتی اقوال منقول ہیں، جن سے ان کی حکمت و

دانائی جھلکتی ہے، حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: اویس قرنیؒ کی ایک چادر تھی، جس پر بیٹھ کر وہ فرمایا کرتے تھے: یا اللہ! میں ہر ذی روح کے بھوکے اور ننگے ہونے پر تجھ سے معذرت چاہتا ہوں، میرے پاس میری پیٹھ پر موجود کپڑا اور پیٹ میں موجود خوراک کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حاکم نے اپنی ''المستدرک'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ایسے ڈرو؛ گویا تم نے تمام انسانوں کا قتل کیا ہوا ہے۔

(المستدرك: ۳/ ۴۵۸)

## وفات

اِس بارے میں اکثر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی وفات ۳۷ھ میں ''جنگِ صفین'' کے موقع پر ہوئی تھی؛ اس لیے کہ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ لڑی تھی اور اس موقع پر آپ شہید ہوئے۔ اِس روایت کو حاکمؒ نے ''المستدرك'' میں ''شریک بن عبد اللہ'' اور ''عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ'' کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جب کہ کچھ اہلِ علم کا کہنا ہے کہ انھوں نے آذربائیجان کی جنگوں میں شرکت کی اور وہیں جہاد کرتے کرتے شہید ہوئے۔ (حلية الاولياء: ۲/ ۸۳)

اکثر اہلِ علم پہلی رائے کے قائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ جنّت الفردوس میں حضرت اویسؒ کے درجات بلند فرمائے، ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہم تمام کو بھی اپنی رضا اور محبت سے مالا مال فرمائے، آمین!

## ۲۸ر اپریل ۲۰۲۳ء، مطابق: ۷ر شوال ۱۴۴۴ھ بہ روز جمعہ
## صلالہ کا میوزیم

آج عمان کے اعتبار سے ۷ر اور سعودی عرب کے اعتبار سے ۸ر شوال المکرم ۱۴۴۴ھ، مطابق ۲۸ر اپریل ۲۰۲۳ء بہ روز جمعہ بعد نمازِ جمعہ ''صلالہ'' شہر کے میوزیم میں ہم کھڑے ہیں۔

یہ ایک تاریخی اور یادگار میوزیم ہے، اِس کا جائے وقوع بھی بہت ہی خوب صورت ہے؛ اِس لیے کہ اس کے سامنے بحرِ عمان ہے اور بحرِ عمان کے کنارے پر یہ نہایت حسین میوزیم واقع ہے۔

## میوزیم میں تبرکات کی زیارت

اِس میوزیم میں قرآنِ مجید کے کئی قلمی نسخے موجود ہیں، جس کی کتابت بہت ہی بہترین اور مزین شکل میں کی گئی ہے۔

اسی طرح ہم نے یہاں قرآنِ مجید کا ایک ایسا قیمتی نسخہ دیکھا جس کی کتابت ۱۲۰۵ھ میں سونے کی روشنائی سے کی گئی تھی۔

یہاں سعید بن سلیمانی بن سعید کا لکھا ہوا مخطوطہ بھی ہے، اس کی کتابت بہت ہی عمدہ اور صاف ہے۔

اسی طرح یہاں قرآنِ مجید کی تفسیر کا مخطوطہ، تفسیرِ بیضاوی کا قلمی نسخہ اور اس کے علاوہ بہت سی تاریخی اور متبرک چیزیں بھی موجود ہیں۔

## حضور ﷺ کے خط کی زیارت کے وقت آنکھوں سے آنسو جاری

اِسی میوزیم میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، ہم سب کے آقا و مولا، تاجدارِ مدینہ: حضرت محمد مصطفی ﷺ کا وہ خط مبارک بھی موجود ہے جو آپ ﷺ نے اہلِ عمان کے نام تحریر فرمایا تھا۔

وہ خط مبارک بھی اِن گنہگار آنکھوں کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، فقیر نے اپنے رفقائے کرام سے عرض کیا کہ: سب حضرات جوتیاں نکال کر ایک طرف کرو اور درودِ پاک پڑھتے ہوئے اِس خط مبارک کی زیارت کرو۔

چناں چہ اس مبارک خط کی زیارت کرتے ہی آقا ﷺ کے عشقِ مبارک میں آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے۔

## یہ خط ایک تاریخی یادگار ہے

یہ میرے اور آپ کے پیارے آقا، خاتم الانبیا: حضرت محمد ﷺ کا وہی مبارک خط ہے جو آپ نے داحیۃ العرب: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر ایک روایت کے مطابق ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد، دوسری روایت کے مطابق حجۃ الوداع کے بعد اور تیسری روایت کے مطابق فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں اہلِ عمان کی طرف روانہ کیا تھا۔

لیکن اِس بارے میں یہ تیسری روایت ہی زیادہ راجح ہے۔

یہ مبارک خط اہلِ عمان کے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات اور باعثِ تبرّک ہے؛ اسی لیے ایک تاریخی یادگار کے طور پر محفوظ کیا ہوا ہے۔

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کا عکس
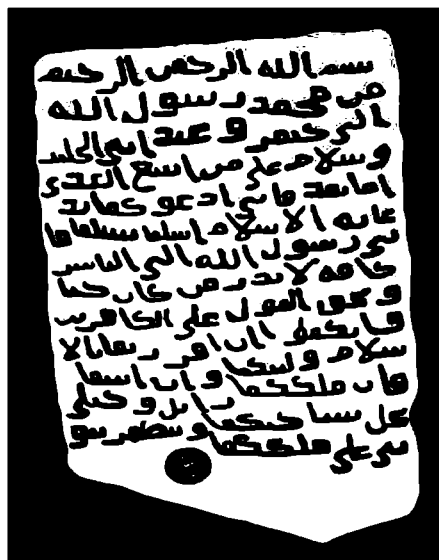
1 Letter of the Prophet Muhammed to Abd and Jaifar, joint Kings of Oman (facsimile)
Ink on leather
8 AH.630 CE

١ نسخة طبق الأصل من رسالة النبي محمد إلى عبد وجيفر ملكي عمان
جلد وحبر
٨ هـ / ٦٣٠ م

نوٹ: یہ خط مع اردو ترجمہ اِس کتاب کے صفحہ: ۳۸؍ پر ملاحظہ فرمائیں۔

## مبارک خط سے سیکھنے کے قابل چند باتیں

اِس خط سے ہمیں یہ باتیں سیکھنے کو ملیں:

① آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خط کے شروع میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ لکھا کرتے تھے، اس کے بعد اپنا نام مبارک لکھتے تھے؛ تاکہ سامنے والے انسان کو (کاتب) خط لکھنے والے کا پتا چل جائے۔

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم خط لکھتے وقت اس چیز کو دھیان میں رکھے، آج کے ترقی کے زمانے میں جب ہم کسی کو میسج (Message)، ای میل (E mail) یا فون (Call) کریں، اُس وقت اپنا نام ضرور لکھ دیں یا بتلا دیں؛ تاکہ سامنے والے کو کسی قسم کی کوئی پریشانی اور تکلیف نہ ہو۔

(۲) حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا مضمون مختصر، واضح اور جامع ہے۔ اِس لیے ہمارا پیغام بھی مختصر، واضح اور جامع ہونا چاہیے۔

## جدید وسائل دین کی دعوت میں استعمال ہوں

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط لکھنا ہمیں اِس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ایمان و اسلام کی دعوت جس ممکن، جائز اور مناسب طریقے سے ہو، دینے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اُس زمانے میں خط و کتابت کا طریقہ ممکن تھا؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذریعے عجم کے بادشاہوں اور لیڈروں کو اسلام و ایمان کی دعوت پہنچائی، آج کے زمانے میں ہمارے پاس جتنے بھی جدید ذرائع و وسائل ہیں، ہمیں ان تمام وسائل و ذرائع کا دینِ اسلام کی اشاعت وحفاظت اور تعلیم و تعلم (سیکھنے-سکھانے) میں بھرپور استعمال کرنا چاہیے۔

خیر! ہماری گنہگار آنکھوں کو یہ مبارک خط دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی؛ گویا ہمارا ''صلالہ'' تک کا یہ سفر الحمد للہ! اِس مبارک خط کی زیارت سے وصول ہوگیا؛ ورنہ یہ گنہگار آنکھیں اِس قابل نہیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا خط دیکھتیں! اُس مقدس و پاک ذات پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اِس سعادت و نعمت کی صحیح قدردانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

## اہم نایاب اور قدیم کتابوں کے مخطوطات

اوپر ذکر کی ہوئی چیزوں کے علاوہ ہماری اسلامی، علمی دنیا کی بہت ساری نایاب، نادر، قیمتی اور قدیم کتابوں کے مخطوطات بھی موجود ہیں، جن کے نام یہ ہیں:

① ''کشف الغمة'' اِس کا قلمی نسخہ ہے، یہ ''سرحان بن سعید السرحنی (متوفی: ۱۱ھ)'' کی تصنیف ہے۔

② فیروز آبادی کی القاموس المحیط.

③ دیوان السیف (اشعار کا مخطوطہ) اس کے مصنّف تیسری صدی کے مؤلفین میں سے ہیں۔

④ علامہ ابن نور الدین کی جوهر النظام.

⑤ بیان الشرع فی الفقه الاسلامی محمد بن ابراهیم بن سلیمان الکندي النزوي العماني.

⑥ کتاب الدائم فی الفقه الاسلامی.

⑦ الاستقامة فی الفقه الاسلامی کا نسخہ۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اس میوزیم میں انھوں نے بہت سی قدیم اور اہم کتابوں کے مخطوطات محفوظ کر رکھے ہیں۔

## تقابلِ ادیان اور اسلام کی حقانیت کی ایک اہم دلیل

گجرات میں ایک جگہ اسلام اور دیگر مذاہب میں تقابل کے عنوان سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا تھا، اس پروگرام میں مجھے بھی اس عنوان پر کچھ دیر گفتگو کرنے کا

موقع ملا، اُس وقت میں نے ذکر کیا تھا کہ ایک مرتبہ میں نے لندن ''برٹش لائبریری'' (Brtisih Library) کی ممبر شپ (Member ship) لی تھی، برٹش لائبریری کا کارڈ بنوایا تھا، میں نے وہاں قرآنِ مجید کے عجیب وغریب نسخے دیکھے، کوئی پہلی صدی کا، کوئی دوسری کا اور کوئی تیسری صدی کا نسخہ تھا، پھر جس نے ان نسخوں کی کتابت کی تھی، اس کا نام بھی اس نسخے کے ساتھ لکھا گیا تھا۔

## غیروں کے پاس اسلام کی صداقت کے آثار

اُس لائبریری میں جب میں وہ نسخے دیکھ رہا تھا اُس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بات ڈالی کہ کسی کو اگر قرآنِ کریم اور اسلام کے سچا ہونے کی واضح دلیل و نشانی دیکھنی ہو تو وہ یہاں آکر قرآنِ کریم کے ان الگ الگ نسخوں کو دیکھ لیوے، خود انگریز (غیر مسلم، اسلام کے دشمن) کہہ رہے ہیں کہ: یہ پہلی صدی کا، یہ دوسری صدی کا، یہ تیسری صدی کا نسخہ ہے۔

اگر انسان وہاں جا کر تمام صدیوں کے اِن نسخوں کو آپس میں ملا کر دیکھے تب بھی ان شاء اللہ! وہ اِن تمام نسخوں کے درمیان ایک آیت؛ بلکہ ایک حرف کا بھی فرق نہیں پائے گا، یہ کتنی بڑی تعجب کی بات ہے!

یہ خود انگریزوں اور ملحدوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے کہ اسلام اور قرآنِ مجید کی حقانیت کی ایک کھلّم کھلی دلیل ان کے پاس موجود ہے؛ لیکن وہ کہاں اُلٹے پھرے جا رہے ہیں؟ یہی حال دنیا کے دوسرے بڑے بڑے غیر مسلم ممالک: امریکا، جرمنی، نیوزی لینڈ وغیرہ کی لائبریریوں کا ہے کہ وہاں اسلام اور قرآنِ کریم کی صداقت کے آثار و دلائل موجود ہیں۔

## عمان کی تاریخ وجغرافیہ کی تفصیلات

اِس میوزیم میں عمان کی تاریخ، جغرافیہ اور جائے وقوع کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔

اسی طرح کشتیوں کی تاریخ بھی موجود ہے کہ قدیم زمانے میں کشتیاں کیسی ہوا کرتی تھیں؟ اور آج کے ترقی والے دور میں اس کی بناوٹ کیسی ہو گئی؟ اس میں بیٹھنے اور دوسری ضروریات پوری کرنے کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اس میں کیا تبدیلیاں کی گئیں؟

## شرم وحیا اور امن وامان والی جگہ

عمان میں مختلف جگہوں سے سیّاح سیاحت کے واسطے آیا کرتے ہیں، مختلف ممالک اور الگ الگ تہذیب وتمدّن اختیار کرنے والے لوگوں کی وہاں بھیڑ رہتی ہے، اس کے باوجود وہاں کے مقامی حضرات اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی وہاں جا کر اسلامی تہذیب اور اسلامی اصول کا لحاظ کرے، نیز وہاں کی فضا بھی پُر امن رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جس وقت ہم میوزیم میں موجود تھے اس وقت ہم نے وہاں دیکھا کہ ایک انگریز میاں بیوی میوزیم میں جانے کے واسطے ٹکٹ خرید رہے تھے؛ لیکن وہاں کے ملازموں نے ان کو ٹکٹ دینے سے اس لیے معذرت کر دی کہ اُس گوری عورت نے کم کپڑے پہن رکھے تھے، اس کی ران اور گھٹنے کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا۔

پھر انھوں نے اس عورت سے درخواست کی کہ آپ مکمل کپڑے پہن کر آیئے، اس کے بعد آپ کو میوزیم کی ٹکٹ دی جائے گی۔

ماشاء اللہ! یہ بہت ہی اچھی بات ہے، اس طرح کرنے سے لوگوں کو پتا چلے گا کہ اسلام میں شرم وحیا کا کیا مقام ہے!

## ایک واقعہ

اِس موقع پر سابق صدر جمعیتِ علمائے ہند، فدائے ملت: حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی زبانی سنا ایک واقعہ نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

ہمارے بھارت کے سابق صدر(Ex President)''ڈاکٹر فخر الدین علی احمد'' کو ان کی صدارت کے زمانے میں ایک مرتبہ دیو بند جانا ہوا، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے اپنے گھر کھانے کی دعوت پیش کی۔

ظاہری بات ہے کہ ملک کے صدر کے کسی پروگرام کے لیے کئی دن پہلے حفاظتی انتظامات کیے جاتے ہیں، اسی نسبت سے صدارتی عملے کے لوگوں نے آکر حضرتؒ سے پوچھا کہ: صدر صاحب کے کھانے کا نظم کس جگہ ہے؟

اس کے جواب میں ان کو مہمان خانہ بتلایا گیا۔ وہ بار بار کہتے رہے کہ آپ ملک کے صدر کو اس جگہ نیچے بٹھا کر دستر خوان پر کھانا کھلائیں گے؟

حضرت مدنیؒ نے فرمایا: ہم تو اسی طرح کھاتے ہیں اور اسی طرح کھلائیں گے۔

پھر جب متعینہ وقت پر صدر جمہوریہ دار العلوم دیو بند پہنچے اور دار العلوم اور دوسرے مقامات کی زیارت سے فارغ ہو کر کھانے کے لیے تشریف لائے تو اُس وقت پروٹوکول کے ضابطے کے مطابق یوپی کے چیف منسٹر صاحب -جو غیر مسلم تھے- اور دوسرے افسران بھی ان کے ساتھ تھے؛ چناں چہ جب تمام حضرات کھانے کے لیے مہمان خانے کے ہال میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کھانے کا دستر خوان زمین پر لگا ہوا ہے!

اس وقت ڈاکٹر فخر الدین علی احمدؒ نے خود یوپی کے چیف منسٹر صاحب سے کہا: آیئے! آج اسلامی طریقے کے مطابق آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔

سبحان اللہ! ہمیں اپنے تئیں اِس طرح کے اسلامی جذبات پیدا کرنے چاہییے۔

## تعریف کے قابل اور توجہ کے لائق کام

ہم صلالہ شہر کے جس بنگلے میں مقیم تھے وہاں ایک عجیب وغریب کتاب اور ڈکشنری دیکھی، اس کے مصنف کا نام ''حامد باوزیر'' ہے، انھوں نے اس کتاب میں بہت ہی بہترین (Resolt) کام کیا ہے، دراصل عمانی عربی خالص قرآنی عربی زبان سے تھوڑی سی مختلف ہے؛ لیکن حامد باوزیر'' صاحب نے اپنی اِس کتاب اور ڈکشنری میں عمانی عربی اور قرآنی عربی زبان کے درمیان جن جن الفاظ میں فرق ہے ان سب کو جمع کر دیا ہے۔

اسی طرح انھوں نے عمان کے ایک صوبے''ظفار'' کی عربی اور خالص عربی کے الفاظ میں جو فرق ہے، ان سب کو بھی جمع کیا ہے، ماشاء اللہ! یہ بہت ہی عمدہ کام ہے۔

اس کا بڑا فائدہ یہ ہے ایک انسان اور سچے طالب کے لیے اس زبان کو بولنا اور سمجھنا آسان ہوجاتا ہے؛ اس لیے کہ سعودی عرب، مصر، عمان، بحرین وغیرہ کی جگہوں کی عربی زبان میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ ایک قابلِ تعریف کام ہے، اسے ہمیں بھی اپنی زبانوں کے سلسلے میں اپنانا چاہییے۔
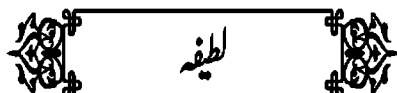
اس بارے میں تعجب کی بات یہ ہے کہ اس طرح زبان میں فرق کی وجہ سے کئی

مرتبہ ہنسی مذاق کی باتیں اور لطیفے بھی بن جایا کرتے ہیں؛ چناں چہ مصری لوگ ''ج'' کی جگہ ''گ'' بولتے ہیں، ایک مرتبہ ایک مصری آدمی حرم شریف میں کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کر رہا تھا:

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ الْگَنَّةَ.

اُس نے اِس جملے میں ''ج'' کی جگہ ''گ'' کا تلفظ کیا، اس وقت بھارت کا ایک آدمی وہاں موجود تھا، جس کو عربی زبان کی ہوا لگی ہوئی تھی، اس کے کان میں جب یہ الفاظ پڑے تو اس نے اپنے دل میں کہا: یہ آدمی حرم میں آ کر بھی اللہ تعالیٰ سے ''گنّا'' (શેરડી) مانگ رہا ہے!

بہر حال! زبان میں تھوڑی سی بے احتیاطی اور معمولی غلطی کی وجہ سے کبھی ایسا لطیفہ بن جاتا ہے۔

## ایک ہی زبان کے الگ الگ رنگ

یہ صرف عربی زبان کی بات نہیں ہے؛ بلکہ ہر زبان میں یہ حال ہے، جیسے: ہماری گجراتی زبان کو لے لیجیے، گجرات کے تقریباً تمام ضلعوں میں گجراتی زبان کے الفاظ اور ان کے تلفّظ میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔

ہمارے یہاں کے لوگ ''نوساری'' -جو کہ ایک ضلع ہے- کی ''س'' کو لفظِ ''ہ'' سے بدل کر ''نوہاری'' کہتے ہیں، اسی طرح پالن پور کے علاقے میں ''چ'' کی کثرت ہے، ''گودھرا'' میں ''خ'' کی کثرت ہے اور کچھی گجراتی زبان ایسی ہے کہ آپ اس کو سمجھ بھی نہیں سکیں گے۔

بہر حال! ایک ہی زبان ہونے کے باوجود اس میں اتنا زیادہ فرق ہوا کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، قرآنِ پاک میں باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴿۲۲﴾ (الروم)

ترجمہ: اور اس (اللہ تعالیٰ) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو بنانا ہے اور تمھاری زبان (یعنی بولیاں) اور تمھارے رنگ کا مختلف ہونا (بھی) ہے، یقیناً اس میں جاننے (یا سمجھنے) والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

## حضرت عمران کی قبر پر حاضری

''صلالہ'' شہر میں ایک مشہور جگہ ہے، جس کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمران (بکسر العین یا بضم العین) کی قبر مبارک ہے، یہ قبر تقریباً ۵۰ رفٹ سے بھی زیادہ لمبی ہے، حکومت نے اس جگہ کو بہت ہی عالی شان بنایا ہے، وہاں مسجد، قبرستان اور ایک خوب صورت باغیچہ بھی ہے۔

اسی طرح اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت یونس علیہ السلام کا مزار بھی بتلایا جاتا ہے، حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

## عمران نامی دو شخصیت

دراصل قدیم زمانے میں عمران نامی دو مشہور شخصیتیں گذری ہیں:

① سیّدنا حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والدِ محترم، جن کا شجرۂ نسب یہ ہے: عمران ابن یصحر ابن فایق ابن لاوی ابن یعقوب۔

② حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد، جن کا سلسلۂ نسب اِس طرح ہے:
مریم بنت عمران بن ماثان بن یہودا بن یعقوب (علیہ السلام) بن اسحاق (علیہ السلام) بن ابراہیم (علیہ السلام)۔

تاریخی روایات کے مطابق اِن دونوں عمران کے درمیان ایک قول کے مطابق ۱۸۰۰ر سال اور دوسرے قول کے مطابق ۱۰۸۰ر سال کا فاصلہ ہے۔

## سورۂ آلِ عمران میں کس عمران کا تذکرہ ہے؟

سورۂ آل عمران کی آیت نمبر: ۳۳ر میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ۝۳۳ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝۳۴ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝۳۵

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو اور نوح (علیہ السلام) کو اور ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو اور عمران کے خاندان کو تمام دنیا والوں پر (نبوت کے لیے) چن لیا تھا ﴿۳۳﴾ جو آپس میں ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ سنتے ہیں، سب کچھ جانتے ہیں ﴿۳۴﴾ (اللہ تعالیٰ کے یہاں دعا قبول ہونے کا واقعہ سنو!) جب کہ عمران کی بیوی (حنہ) نے کہا: اے میرے رب! میں نے آپ کے لیے منت مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ (سب دنیوی کاموں سے) آزاد (ہوکر آپ کے لیے وقف) ہوگا سو آپ میری طرف سے (اس منت کو) قبول فرمالیجیے، یقینی بات ہے کہ آپ ہر ایک بات کو سنتے ہیں، ہر ایک بات کو جانتے ہیں۔

اِس آیت کے سیاق وسباق (آگے پیچھے) سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے حضرت مریم کے والد: عمران بن ماثان کی آل مراد ہے۔

جلیل القدر تابعین: حضرت حسنؒ اور حضرت وہبؒ سے یہی منقول ہے۔ (روح المعانی، آل عمران، آیت: ۳۳)

## حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا تعارف

یہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ: حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا جان ہوتے ہیں، یہ بیت المقدس کے نگران تھے اور وہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ قرآنِ پاک کی ایک سورت "سورۂ آلِ عمران" میں اللہ تعالیٰ نے ان کا تفصیلی واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

## حضرت عمران رضی اللہ عنہ نبی تھے یا نہیں؟

بہت سارے مفسرین ومحدثین کے نزدیک حضرت عمران رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نیک، صالح اور برگزیدہ بندے تھے، بیت المقدس کے امام ونگران تھے، بنی اسرائیل کے بڑے سردار تھے۔ ان کے نبی ہونے کی بات کسی مفسر، محدث یا کسی محقق نے ذکر کی ہو، ایسا ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

## حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ

آپ حضرات کو اِس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام: "حضرت حِنّہ بنت فاقوذ" تھا، جو اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۵۶/۲)

یہ حضرت حنہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر: حضرت عمران علیہ السلام دونوں بنی اسرائیل کے درمیان پارسائی، مجاہدہ اور عبادت میں مشہور تھے۔

## حضرت حنہ رضی اللہ عنہا کی دعا و نذر

ان دونوں میاں بیوی کو ایک مدت تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی؛ اس لیے ان کو اولاد کی بہت زیادہ تمنا تھی؛ چناں چہ حضرت حنہ رضی اللہ عنہا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا مانگتی رہتی تھیں اور دعا کی قبولیت کے انتظار میں رہتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت حنہ رضی اللہ عنہا صحن میں چہل قدمی کر رہی تھیں، اس وقت انھوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ نہایت محبت سے اپنے بچے کے منہ میں کھانا ڈال رہا ہے، یہ دیکھ کر ان کے دل میں بچے کی خواہش اور تمنا جوش مارنے لگی اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے، آخر بے قرار دل سے نکلی دعا رب کی بارگاہ میں قبول ہو ہی گئی اور ان کو حمل ٹھہر گیا۔ اِس واقعے سے حضرت حنہ رضی اللہ عنہا اتنی خوش ہوئی کہ انھوں نے ہونے والی اولاد کے بارے میں منّت مان لی:

إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ (آل عمران)

ترجمہ: (اللہ کے یہاں دعا قبول ہونے کا واقعہ سنو!) جب کہ عمران کی بیوی (حنہ) نے کہا: اے میرے رب! میں نے آپ کے لیے منت مانی ہے کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ (سب دنیوی کاموں سے) آزاد (ہو کر آپ کے لیے وقف) ہوگا سو آپ میری طرف سے (اس منت کو) قبول فرما لیجیے، یقینی بات ہے کہ آپ ہر ایک بات کو سنتے ہیں، ہر ایک بات کو جانتے ہیں۔

## اپنے جذبات کو بلند رکھیں

حضرت حنہ رضی اللہ عنہا کی اِس منّت سے اِس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ انبیائے سابقین کی شریعت میں عبادت کا یہ بھی ایک طریقہ ہوا کرتا تھا کہ وہ حضرات اپنی اولاد میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے مخصوص اور وقف کر دیتے تھے۔

اِس سے سبق ملا کہ ہمیں بھی اپنی اولاد کے بارے میں نیک، پاکیزہ اور بلند جذبات رکھنے چاہییے، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو نیک، صالح، حافظ، عالم اور دین کا داعی بنائے۔

## حضرت عمران کی طرف منسوب قبر کی حقیقت

بہر حال! حضرت عمران ﷺ بنی اسرائیل کے ایک فرد تھے؛ اس لیے "صلالہ" میں ان کی قبر کا ہونا ہمیں سمجھ میں نہیں آتا، ممکن ہے کہ اس نام سے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور نبی یا بزرگ ہوں۔

اس لیے کہ قرآنِ کریم میں ہے:

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ، وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾ (المائدۃ)

ترجمہ: اور (اسی طرح) بہت سارے رسول ایسے (ہم نے بھیجے) ہیں کہ ہم نے تمھارے سامنے ان کے واقعات پہلے سنا دیے اور بہت سارے رسول ایسے ہیں کہ ان کے واقعات ہم نے (اب تک) نہیں سنائے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے ساتھ خاص کلام فرمایا۔

## لمبے لمبے مزارات کا راز

لمبی قبروں کے متعلق دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ نے ترمذی شریف کے درس میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ:

کبھی کسی غزوے، کسی بیماری یا کسی حادثے کے موقع پر چند حضرات کی ایک ساتھ وفات ہوجاتی تو آسانی کے خاطر ایک لمبی قبر میں اُن تمام حضرات کو ایک ہی قطار (Line) میں دفن کردیا جاتا تھا۔

اس سلسلے میں کتابوں میں ایک وجہ یہ بھی ملتی ہے کہ بعض مواقع پر کسی حکمت اور مصلحت سے بعض حضرات کو ایک ہی جگہ دفن کر دیا جاتا تھا؛ تاکہ فتنوں اور دشمنوں سے حفاظت ہو، یہ بھی بہت حد تک ممکن ہے، واللہ اعلم۔

ہمارے یہاں بھارت، گجرات، ضلع: سورت میں ''کوٹھوا'' جو کہ ترکیسر کے قریب ایک دیہات ہے، وہاں بھی ایک ایسی لمبی قبر ہے۔

## تاریخی قبر پر حاضری

جب ہم ''صلالہ'' شہر کی پہاڑی اور سمندری علاقے میں پہنچے تو وہاں اطراف و جوانب میں ناریل، کیلے، پپیتے کی کثیر مقدار میں شاندار باڑیاں موجود تھیں۔

اسی طرح اس جگہ دو بڑی قبریں بھی موجود ہیں۔

مقامی لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ دونوں قبریں بھارت کے اُس راجہ کی طرف منسوب ہیں، جو ''معجزۂ شق القمر'' (چاند کے دو ٹکڑے) دیکھ کر اسلام لے آئے تھے۔

❁❁❁

## معجزۂ شق القمر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشرکوں کی ایک جماعت آئی، جس میں ''ولید بن مغیرہ''، ''ابوجہل''، ''عاص بن وائل''، ''عاص بن ہشام''، ''اسود بن عبدالمطلب'' اور ''نضر بن حارث'' موجود تھے۔

انھوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ: اگر آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں تو اپنی سچائی کے ثبوت میں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں، اِس طرح کہ اس کا ایک ٹکڑا ''جبلِ ابوقبیس'' پر اور دوسرا ٹکڑا ''جبلِ قعیقعان'' پر ہو۔

حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: اگر ایسا ہو گیا تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے؟

وہ لوگ کہنے لگے: ہاں! ہم اس مطالبے کے پورے ہونے کے بعد ضرور ایمان لے آئیں گے۔

### ایک اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے!

وہ رات چودھویں کی چاندنی رات تھی، آسمان پر چاند پورے آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ: اے اللہ! ان مشرکوں کا سوال پورا فرما دیجیے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند اِسی طرح دو ٹکڑے ہو گیا، جس طرح ان کا مطالبہ تھا۔ اس کے بعد حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اے ابو سلمہ! اور اے ارقم! تم دونوں اس بات اور اس واقعے پر گواہ رہنا۔

## معجزہ دیکھنے کے بعد بھی کفر اور ہٹ دھرمی

اِس طرح صاف صاف کھلم کھلا معجزہ دیکھنے کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ لوگ کفر وشرک کی اندھیریوں سے نکل کر ایمان کی پُرنور فضا اور اسلام کی روشنی میں داخل ہو جاتے؛ لیکن ان کے دماغ میں تو کفر وعناد کا خنّاس بھرا ہوا تھا، وہ کسی قیمت پر ایمان لانے والے نہیں تھے، کہنے لگے: ایسا لگتا ہے اب تو چاند پر بھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جادو چل گیا!

## ہندوستان اِس معجزے کا گواہ ہے

اِس واقعے کے متعلّق تاریخ لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا یہ منظر بھارت کے ایک بادشاہ نے بھی دیکھا تھا، وہ بادشاہ کون تھا؟ اس کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں:

ایک قول کے مطابق یہ ’’کیرلا‘‘ کا بادشاہ تھا، جس کا نام: ’’چیرامن پیرامن‘‘ تھا، یہ رات کے وقت اپنی بیوی کے ساتھ محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اس وقت اس نے اپنی آنکھوں سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا ہوا دیکھا تھا۔

## بادشاہ کا اسلام

پھر جب صبح دربار لگا تو اس نے اپنے درباریوں کو یہ واقعہ سنا کر تحقیق کا حکم دیا۔

جب وہ اس بارے میں تحقیق کے لیے نکلے تو اتفاقاً اس علاقے میں موجود کچھ عرب کے تاجروں سے ملاقات ہوگئی، انھوں نے بتایا کہ: ہمارے یہاں ایک ’’محمد‘‘ نامی شخص ہے، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؛ اس لیے اُس رات جو واقعہ پیش آیا، ممکن

ہے کہ ان کی کوئی کرامت یا کرشمہ ہو۔ اِس طرح انھوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں پوری تفصیلات بتلائی۔

چناں چہ اُس بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کے لیے سفر کیا اور مکہ مکرمہ جا کر ایمان قبول کرلیا۔

## ہجرت کے دوران ''عمان'' میں انتقال

اس بادشاہ نے عربستان کا سفر کر کے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کی، پھر واپس وطن آ کر ساری سلطنت اپنے بھائی کے حوالے کر کے دوبارہ حجازِ مقدس کے لیے روانہ ہوگئے۔

اندازہ یہی ہے اس وقت مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ہوچکی ہوگی۔

بہرحال! اس سفر میں مدینہ منورہ جاتے وقت راستے میں ہی اِس جگہ (عمان میں) ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

ان کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے کیرلا میں مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔

## بادشاہ کی دعا کی برکت

یہاں عمان میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ انھوں نے یہاں آ کر یہ دعا کی تھی کہ: اے اللہ! اس جگہ کو میرے وطن کی طرح بنا دیجیے!

چوں کہ ان کا وطن ''کیرلا'' تھا؛ اس لیے یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر اس ریگستان کو بھی ''کیرلا'' کی طرح سرسبز وشاداب بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی ولی کی برکت سے کسی علاقے کی رونق کا تبدیل ہونا محال چیز نہیں ہے!

چناں چہ اس علاقے میں جگہ جگہ ناریل، کیلے، پپیتے، ہرے بھرے درخت، سبزیاں، پھل فروٹ، دودھی، پالک کی بھاجی، پان وغیرہ بہت زیادہ مقدار میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

## اس بات پر ایک مزید دلیل

بادشاہ کی دعا کی برکت سے علاقے کی رونق بدل کر ''کیرلا'' کی طرح ہو جانے والی ہماری بات پر ایک مزید دلیل یہ بھی ہے کہ یہاں کیرلا کے لوگ بھی بہت زیادہ ہیں، وہ حضرات کاروبار و ملازمت کی نسبت سے یہاں ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں، نیز یہاں کے رہنے والوں کا مکان تعمیر کرنے کا انداز بھی کیرلا والوں کی طرح ہے۔

بہر حال! کیرلا کے بادشاہ کے اس واقعے میں ہمارے لیے عبرت کا سامان ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو ایک انسان کو کسی بھی بہانے ہدایت و اسلام کی دولت سے نواز دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنے ایمان و اسلام کی قدر کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

## صلالہ میں سامری نامی شخص کے مزار پر

اسی بادشاہ کے مزار کو ''صلالہ'' شہر میں ''سامری'' کا مزار بھی کہا جاتا ہے۔

جب ہم لفظِ سامری سنتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن اُس سامری کی طرف جاتا ہے جس کا تذکرہ قرآنِ پاک میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں آیا ہے؛ لیکن اِس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہاں سامری سے مراد وہ معروف سامری نہیں ہے؛ بلکہ یہ الگ شخصیت ہے؛ چناں چہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ مزار کیرلا کے

اُس بادشاہ کا ہے جنھوں نے معجزۂ شق القمر دیکھ کر ایمان قبول کر لیا تھا اور پھر اپنے وطن سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تھے، پھر سفر کے دوران اسی عمان ملک میں ان کا انتقال ہو گیا تھا اور یہ اُن ہی کی قبر ہے۔

مگر زمانہ گزرنے اور تلفظ کی غلطی کی بنا پر نام کیا سے کیا ہو جاتے ہیں!

نوٹ: مولانا عبدالحمید صاحب نعمانی مدظلہ نے اپنے محاضرے میں مالاباری کے راجہ سامری کا تذکرہ کیا ہے، ان کے محاضرے سے اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسمائے رجال کی کتابوں میں مختلف انداز میں ہندوستان کے کچھ افراد کے بارے میں یہ بحث و گفتگو ملتی ہے کہ انھوں نے صحابیٔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور بعض افراد نے اپنے قبولِ اسلام کی اطلاع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، اس سلسلے میں جن بہت سے افراد کا نام تاریخ و سیر اور رجال کی کتابوں میں ملتا ہے، ان میں سے راجہ بھوج، بیرزطن ہندی یمنی، باذان ملک الہندی، قنوج کے راجہ سربانک، بابا رتن ہندی، مالاباری کے راجہ سامری کے اسما خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

(از: محاضرۂ علمیہ، بسلسلۂ ہند و مت ۴، ص: ۲۲، پیش کردہ: مولانا عبدالحمید نعمانی، ناشر: دارالعلوم دیوبند)

## سامری نام پڑنے کی دوسری وجہ

"صلالہ" میں ایک توجیہ یہ بھی مشہور ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے والا سامری بڑے جادو کے کرتب دکھاتا تھا، اسی طرح اس کیرلا کے بادشاہ کا جب یہاں صلالہ میں قیام ہوا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اِس علاقے کو "کیرلا" کی طرح سرسبز و شاداب اور ہرا بھرا بنا دیجیے۔

چناں چہ اُن کی دعا کی برکت سے یہ پورا علاقہ کیرلا کی طرح سرسبز وشاداب ہوگیا؛ اس لیے ممکن ہے کہ ان کے اس حیرت انگیز کارنامے کی وجہ سے ان کو سامری کہا جاتا ہو! واللہ اعلم۔

## تیسری وجہ

ایک وجہ یہ بھی بتلائی جاتی ہے کہ انڈیا کے ''کوکن'' شہر کے اطراف میں ایک بادشاہ گزرے ہیں جو مسلمانوں سے بڑی محبت کرتے تھے، ان کو ''سامودری'' بادشاہ کہا جاتا تھا۔

چوں کہ یہ ''کیرلا'' کے بادشاہ بھی اسلام اور مسلمانوں سے بڑی محبت رکھتے تھے، اندازہ یہ ہے کہ اسی نسبت سے لوگ اِس ''چیرامن'' بادشاہ کو بھی ''سامودری'' کے لقب سے پکارتے ہو، حقیقتِ حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

جب سامری کا تذکرہ آیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید میں جس سامری کا تذکرہ ہے اس کے بارے میں کچھ باتیں پیش کی جائے؛ تاکہ فرق واضح ہو کہ قرآنِ مجید میں جو سامری کا تذکرہ ہے وہ الگ ہے اور صلالہ میں جو مشہور ہے وہ الگ ہے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سامری کون تھا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سامری کون تھا جس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں موجود ہے؟ اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں:

① وہ ''ساموز'' نامی قبیلے کا ایک فرد تھا، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کو

سامری کہتے ہیں۔

② ''ساموراً'' ایک شہر کا نام ہے، یہ اسی شہر سے تھا، اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے اسے سامری کہا جاتا تھا۔

③ یہودیوں میں ایک قوم ہے جو بہت سی مذہبی چیزوں میں عام یہودیوں سے الگ ہے، وہ ''ساموراً یہود'' کہلاتے ہیں، سامری اسی قوم سے تھا۔

④ کِرمان کا ایک دہقانی کافر تھا، اس کا اصل نام ''موسیٰ بن ظفر'' تھا، یہ دراصل منافق تھا اور اس کی قوم گائے بیل کی پوجا کرنے والی تھی۔

⑤ ''سامری'' سمیری قوم کا ایک فرد ہے، اور یہ سمیری قوم آج بھی عراق میں پائی جاتی ہے؛ گویا یہ شخص اسرائیلی نہیں تھا۔

⑥ بہت سے مفسرین علیہم الرحمہ نے لکھا ہے کہ ''سامری'' سمیری قبائل سے تھا، ان کا اصل وطن عراق تھا؛ لیکن یہ دور دور تک پھیل گئے تھے؛ چناں چہ مصر سے ان کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے سے تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اس قوم کا ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معتقد ہو گیا اور جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے تو یہ بھی مصر سے نکل آیا، قرآن مجید نے اسی کو ''السامری'' کے لفظ سے یاد کیا؛ چوں کہ مصری اور سمیری قوم میں گائے، بیل اور بچھڑے کی پوجا- پرستش کا طریقہ رائج و مشترک تھا؛ اس لیے سامری نے اس طرح کی شرارت کی تھی۔

⑦ بعض جدید محققین کا خیال ہے کہ قدیم مصری زبان میں پردیسی، بیرونی کو ''سمر'' کہتے تھے؛ اس لیے ''سامری'' سے کوئی غیر اسرائیلی شخص مراد ہے۔

## سامری کا فتنہ

فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل اس کے پنجے سے آزاد ہو کر سب ایمان لے آئے، اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوندِ کریم کا یہ حکم ہوا کہ وہ کوہِ طور پر چالیس راتوں کا اعتکاف کریں، اس کے بعد انھیں کتاب (توراۃ) دی جائے گی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر چلے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی؛ حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا تو اِدھر سامری کے لیے بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کا موقع نکل آیا۔

## سامری کی خطرناک سازش

سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی کو غنیمت جانا، اس نے بنی اسرائیل کے لوگوں سے کہا کہ: تم میرے لیے سونے چاندی کے زیورات جمع کرو!

پھر جب انھوں نے اس کے لیے زیورات جمع کیے تو اس نے ان سب زیورات کو پگھلا کر ان کے سیال مادے سے ایک بچھڑا بنایا، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کے نیچے کی مٹی جو اس کے پاس تھی اُس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی، اس کی وجہ سے وہ بچھڑا بولنے لگا۔

## سامری کی گمراہ کرنے والی تقریر

پھر سامری نے عام مجمع میں یہ تقریر شروع کر دی کہ: اے بنی اسرائیل! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے ہیں؛ لیکن اللہ تو خود ہمارے پاس آ گیا ہے، موسیٰ اِس بات کو بھول گئے ہیں، پھر بچھڑے کی طرف

اشارہ کر کے بولا کہ: یہی تمھارا خدا ہے۔

سامری کی اس گمراہ کرنے والی تقریر سننے کے بعد بنی اسرائیل کو بچھڑے کے خدا ہونے کا یقین ہو گیا اور وہ بچھڑے کو پوجنے لگے؛ چناں چہ بارہ ہزار آدمیوں کے سوا ساری قوم نے سونے، چاندی کے بچھڑے کو بولتا دیکھ کر اس کو خدا مان لیا اور اس کے آگے سجدہ کر کے اس کو پوجنے لگے، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَي السَّامِرِيُّ﴿۸۷﴾فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ﴿۸۸﴾(طٰہٰ)

ترجمہ: قوم کے لوگوں نے کہا: ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی؛ بلکہ ہوا یہ کہ (قبطی) قوم کے زیورات کا بھاری بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا، سو ہم نے ان (زیورات) کو ڈال دیا، پھر اسی طرح سامری نے (اس کے پاس جو کچھ تھا آگ میں) ڈال دیا﴿۸۷﴾ سو اس (سامری) نے ان (لوگوں) کے سامنے ایک بچھڑا (زیور میں سے بنا کر) نکالا جو صرف ایک جسم تھا، جس میں سے (بچھڑے جیسی) ایک آواز نکلتی تھی (یہ منظر دیکھ کر سامری کی بات ماننے والے، یعنی بچھڑے کی پوجا کرنے والے) لوگ کہنے لگے: یہ تمھارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود ہے، سو وہ (موسیٰ) بھول گئے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلال وعتاب

دوسری طرف جب چالیس راتوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر اور تورات شریف ساتھ لے کر اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور قوم کو بچھڑا

پوجتے ہوئے دیکھا تو آپ بہت زیادہ غصے ہو گئے، آپ نے جوش میں اپنے بھائی: حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے کہ: کیوں تم نے ان لوگوں کو اس کام سے نہیں روکا؟

حضرت ہارون علیہ السلام معذرت کرنے لگے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ (طٰہٰ)

ترجمہ: موسیٰ (علیہ السلام) نے (طور سے واپس آنے کے بعد) کہا: اے ہارون! جب تم نے ان کو دیکھا کہ وہ (بنی اسرائیل) گمراہ ہو گئے ہیں تو تم کو میری اتباع کرنے سے کس بات نے روکا؟ ﴿۹۲﴾ بھلا کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ﴿۹۳﴾ ہارون (علیہ السلام) نے کہا: اے میری ماں کے بیٹے! تو میری داڑھی اور میرا سر مت پکڑ، حقیقت میں میں اِس بات سے ڈرا کہ تم یوں کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہیں کیا۔

## سامری کا حساب اور اس کا انجام

حضرت ہارون علیہ السلام کی معذرت سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا، اُس کے بعد آپ نے اپنے بھائی: حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا فرمائی، پھر سامری کی طرف متوجہ ہو کر اُس سے اس کے کرتوت کے بارے میں سوال کیا۔

سامری نے جواب میں کہا:

میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے نشاناتِ قدم سے مٹھی اٹھالی تھی، اس کے ذریعے میں نے یہ پورا کام انجام دیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ: اب تیری سزا یہ ہے کہ تجھے کوئی مَس؛ یعنی چھونہیں سکے گا اور اس کے بنائے ہوئے معبود (بچھڑے) کو جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں اڑا دیا، باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِه فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَه وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّه ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّه فِي الْيَمِّ نَسْفًا﴿۹۷﴾

ترجمہ: سامری نے کہا: میں نے ایک ایسی چیز دیکھ لی تھی جس کو ان دوسروں نے نہیں دیکھا تھا تو میں نے رسول (یعنی فرشتے) کے نشانِ قدم سے ایک (خاک کی) مٹھی اٹھالی تھی اور میں نے اس کو ڈال دیا، اور (اُس وقت) میرے دل نے ایسی ہی بات مجھے سمجھائی تھی ﴿۹۶﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (یہاں سے) دور چلا جا، اب تیری سزا یہ ہے کہ تو لوگوں سے زندگی بھر یہ کہتا پھرے گا کہ "مجھے ہاتھ مت لگاؤ" (اس کے علاوہ) اور تیرے لیے (اللہ تعالیٰ کے عذاب کا) ایک وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے خلاف نہیں کیا جائے گا اور تو اپنے اس (جھوٹے) معبود کو دیکھ جس (کی پوجا کرنے) پر تو جم کر بیٹھا ہے، ضرور ہم اس کو جلا ہی ڈالیں گے، پھر ہم اس کی راکھ بکھیر کر دریا میں بہادیں گے۔

## سامری کے قصے سے ملنے والے اسباق

سامری کے اِس قصے سے ہم سب کو بہت ساری نصیحتیں اور اسباق ملتے ہیں:

### فتنے سے بچیں

① سامری نے بنی اسرائیل میں ایک ایسا فتنہ پھیلایا جس کی وجہ سے اس نے اپنی دنیا و آخرت دونوں برباد کردی؛ اس لیے ہمیں بھی اپنے آپ کو فتنہ بننے یا فتنہ پھیلانے کا ذریعہ بننے سے بچانا چاہیے، قرآنِ مجید میں فتنے کو قتل سے بھی خطرناک بتلایا گیا ہے:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ (البقرۃ:۱۹۱)

ترجمہ: اور فتنہ تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

### بدعت سے بچیں

② سامری نے بچھڑے کی پوجا شروع کر کے نہ صرف ایک نئی بدعت شروع کی؛ بلکہ اس نے مذہبی امور میں مداخلت کی؛ لہٰذا یہی چیز اُس کے لیے ایک بُرے انجام کا ذریعہ بنی۔

ہمیں بھی ایسی بدعات سے -جس کی شریعتِ مطہرہ میں کوئی اصل اور بنیاد نہ ہوں اور اس کو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جاوے- اپنے آپ کو بچانا چاہیے؛ کیوں کہ یہ چیزیں ہمارے مذہبی عقائد و دینی اعمال کو متاثر کرتی ہیں۔

### بناوٹی تقدس و تقویٰ

③ سامری کا مقصد خود کو مذہبی سردار بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا تھا؛

تا کہ اس کے اردگرد لوگ جمع ہوتے رہیں، یہ تصور بھی غلط ہے؛ اس لیے کہ انسان میں جتنا تقویٰ اور جتنی شریعت وسنت کی اتباع ہوگی، لوگ خود بہ خود اس سے محبت کریں گے اور اس کے اردگرد ہمیشہ لوگوں کا ہجوم رہے گا، قرآنِ پاک میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۝۹۶ (طٰه)

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے رحمٰن ان کے لیے (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا کردیں گے۔

لٰہذا بناوٹی تقدس وتقویٰ کے ذریعے اپنے اردگرد لوگوں کو اکٹھا کرنے اور ان کو اپنا معتقد بنانے کے چکر میں نہ پڑیں، آج ایسے فتنوں سے زمانہ بھرا پڑا ہے، نیز ایسے لوگوں میں سے بہت سوں کا انجام بھی بہت بُرا ہوتا ہے۔

## خبردار! مجھے چھونا نہیں!

④ سامری نے غلط مذہبی رسمیں ایجاد کیں، جس کی سزا اس کو آخرت میں تو ملے گی ہی؛ لیکن دنیا میں نقد بہت ہی خطرناک سزا ”اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ“ ملی؛ یعنی اُسے معاشرے سے اِس طرح جدا کردیا گیا کہ وہ خود اس کا اعلان کرتا پھرے: خبردار مجھے چھونا نہیں (Dont touch me) ممکن ہے اسے ایسی بیماری میں مبتلا کردیا گیا ہو جس سے وہ اچھوت بن کر رہ گیا ہو۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے وہ ہر قریب آنے والے کو خبردار کرتا رہتا تھا کہ میں ناپاک ہوں، مجھے چھونا نہیں۔

## جیسی کرنی ویسی بھرنی

یہ جنگل و بیابان میں شور مچاتا پھرتا تھا کہ کوئی مجھے چھونا مت اور زندگی کے باقی دن نہایت وحشت میں گزارتا رہا۔

دراصل لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کے درمیان فتنہ پھیلانے سے اس کا ناپاک مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کے اردگرد جمع اور اکٹھے رہیں؛ اس لیے اس کو ایسی سزا دی گئی کہ وہ خود بہ خود بھیڑ اور ہجوم سے دور بھاگتا تھا۔

لہٰذا ہمیں معاشرے میں غلط مذہبی رسومات کو رواج دینے یا اس کے پھیلانے کا ذریعہ بننے سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

## نبی اور معبودِ حقیقی کے بارے میں غلط نسبت کا انجام

⑤ سامری نے بنواسرائیل کے لوگوں کے پاس سے مصریوں کے زیورات لیے، ان کو پگھلا کر بچھڑے کا مجسمہ بنایا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ: یہی ہمارا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے؛ مگر اِسے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھول گئے ہیں اور کوہِ طور پر معبود کو تلاش کرنے گئے ہیں۔

اِس طرح اس نے ایک غلط بات نبی کی طرف منسوب کر کے عبادت کا ایک غلط طریقہ رائج کیا، جس کی وجہ سے اس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ نبی کی طرف غلط نسبت اور معبودِ حقیقی کے بارے میں غلط خیالات پیدا کرنا انسان کو دنیا میں برباد کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

## جعل سازی (بناوٹ) زیادہ دیر نہیں چلتی

⑥ڈھونگ، بناوٹ، ، نمائش اور سازشیں زیادہ دیر تک نہیں چلا کرتیں، کبھی نہ کبھی اس کا راز کھل جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پہاڑ پر تشریف لے جانے کے زمانے میں سامری نے بچھڑے کو معبود بنانے کا ڈھونگ رچا؛ لیکن جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ سے واپس آئے تو اس کے اِس بناوٹی خدا اور بناوٹی معبودیت کے ڈھونگ کا سارا راز کھل گیا اور اس کی تمام سازشیں بے نقاب ہوگئیں، جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ کے لیے مردود ہوگیا۔

## سامری کی پرورش میں عبرت کا سامان

⑦یہ سامری حضرت جبریل علیہ السلام کی پرورش میں بڑا ہوا تھا؛ چناں چہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے "تفسیر فتح العزیز" میں نقل کیا ہے کہ سامری کی پیدائش کے بعد اس کی ماں نے اسے ایک غار میں لے جا کر چھوڑ دیا تھا، حضرت جبریل علیہ السلام وہاں آتے تھے اور دودھ، شہد وغیرہ کھلا کر اس کی پرورش کرتے تھے؛ اس لیے جب حضرت جبریل علیہ السلام بحرِ قلزم کے پاس عذاب لے کر آئے تھے تو سامری نے ان کو پہچان لیا تھا!

بہر حال! حضرت جبریل علیہ السلام کی پرورش میں بڑے ہونے والے سامری میں خباثت تھی، اچھے اخلاق نہیں تھے؛ بلکہ اس نے تو ایمان کے خلاف ایک سازش کھڑی کی جس کی وجہ سے وہ ملعون ہوا، دوسری طرف فرعون کے دربار میں پرورش پانے والے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی، صاحبِ شریعت رسول بنے۔

## ازلی فیصلے کو کوئی ٹال نہیں سکتا!

اس میں ہمارے لیے نصیحت کا سامان ہے، اس بارے میں کسی عارف نے کیا ہی خوب کہا ہے:

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يُخْلَقْ سَعِيْدًا مِّنَ الْأَزَلِ فَقَدْ خَابَ مَنْ رَبِّي وَخَابَ الْمُؤَمِّلُ
فَمُوْسٰى الَّذِيْ رَبَّاهُ جِبْرِيْلُ كَافِرٌ وَمُوْسٰى الَّذِيْ رَبَّاهُ فِرْعَوْنُ مُرْسَلٌ.

جب کوئی آدمی ازل ہی سے نیک بخت نہیں ہوتا ہے تو وہ بھی نامراد ہوتا ہے اور اس کی پرورش کرنے والے کی کوشش بھی ناکام ہوتی ہے، سو موسیٰ سامری جو حضرت جبریل علیہ السلام کا پالا ہوا تھا وہ کافر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے، وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہوئے۔

اس کا راز یہی ہے کہ موسیٰ سامری ازلی شقی اور پیدائشی بدبخت تھا تو حضرت جبریل علیہ السلام کی تربیت اور پرورش نے بھی اس کو کچھ نفع نہ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چوں کہ ازلی سعید اور نیک بخت تھے؛ اس لیے فرعون جیسے کافر کی پرورش سے بھی ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (تفسیر الصاوی، ج:۱،ص ۶۳، پ:۱، البقرۃ:۵۱)

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا سامری الگ تھا اور یہاں صلالہ میں جو سامری نامی شخص سے مشہور انسان کا مقبرہ ہے، وہ کیرلا کے چیرامن بادشاہ کا مقبرہ ہے۔

نیز اس بارے میں یوٹیوب پر بھی بعض ویڈیو بنے ہوئے موجود ہیں، وہ بھی آپ دیکھ سکتے ہیں؛ تاکہ اس تعلق سے کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہونے پائے۔

## حضرت یونس علیہ السلام کے مزار پر حاضری

ہم جس وقت صلالہ شہر میں سمندر کے کنارے موجود تھے، وہاں ایک احاطہ دیکھا جس میں بہت ساری پُرانے زمانے کی قبریں بنی ہوئی ہیں، اُس احاطے میں ایک پکی عمارت بھی تھی جس میں ایک قبر ہے، اس کے متعلق یہاں مشہور ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی قبر ہے، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: اور مچھلی والے (نبی یونس علیہ السلام کو دیکھو) جب وہ (اپنی قوم سے) غصہ ہو کر چلے گئے پھر انھوں نے (اپنے ذہن میں) یہ سمجھا کہ ہم ان کو نہیں پکڑیں گے، سو انھوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی کہ (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، یقیناً میں قصور کرنے والوں میں سے ہوں۔

## حضرت یونس علیہ السلام کا تعارف

حضرت یونس علیہ السلام دجلہ کے بائیں کنارے پر آباد عراقی شہر ''موصل'' میں پیدا ہوئے، آپ علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، موصل کے مقابل ''نینوا'' شہر تھا جو اُس زمانے میں اپنے عروج پر تھا اور وہاں قومِ ثمود آباد تھی، نینوا شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ تھی جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ (الصافات)

ترجمہ: اور ہم نے ان (یونس علیہ السلام) کو ایک لاکھ بلکہ (ایک) لاکھ سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

## نبوت اور قرآنِ مجید میں تذکرہ

جب حضرت یونس علیہ السلام کی عُمر شریف ۲۸ رسال تھی، تب اللہ تعالیٰ نے اُنھیں اہلِ نینوا کی رُشد و ہدایت پر مامور فرمایا، مفسرین علیہم الرحمہ کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کا زمانہ ۸۴۷ء تا ۷۸۱ء قبل مسیح کا ہے۔

قرآنِ کریم کی کل چھ سورتوں میں آپ کا مبارک تذکرہ آیا ہے: سورۂ نسا، سورۂ انعام، سورۂ یونس، سورۂ صافات، سورۂ انبیا اور سورۂ قلم، پھر ان میں پہلی چار سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام صراحتاً اور باقی دو میں ''ذوالنون'' اور ''صاحب الحوت'' یعنی ''مچھلی والا'' کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔

''نون'' بڑی مچھلی کو کہتے ہیں؛ چوں کہ آپ علیہ السلام کئی دن تک ایک مچھلی کے پیٹ میں رہے؛ اس لیے ''مچھلی والا'' کہا گیا، نیز قرآنِ کریم کی دسویں سورت ''سورۂ یونس'' آپ علیہ السلام ہی کے نام پر ہے۔

## ایمان کی دعوت اور قوم کی سرکشی

نینوا کے لوگ بت پرستی کرتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے، حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کا حکم دیا؛ مگر ان لوگوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اللہ عزوجل کے رسول کو جھٹلا دیا اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے انھیں خبر دی کہ تم لوگوں پر عنقریب عذاب آنے والا ہے،

یہ سن کر شہر کے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہی ہے؛ اس لیے یہ دیکھو کہ اگر وہ رات کو اس شہر میں رہیں تو سمجھ لو کہ کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر انھوں نے اس شہر میں رات نہیں گزاری تب یقین کر لینا چاہیے کہ ضرور عذاب آئے گا۔

## عذابِ الٰہی کے آثار

رات کو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام شہر سے باہر تشریف لے گئے اور واقعی صبح ہوتے ہوتے عذاب کے آثار نظر آنے لگے، اِس طرح کہ چاروں طرف سے کالی بدلیاں نمودار ہوئیں اور ہر طرف سے دھواں اٹھ کر شہر پر چھا گیا۔

یہ منظر دیکھ کر شہر کے باشندوں کو یقین ہو گیا کہ عذاب آنے والا ہی ہے؛ چناں چہ لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش شروع کر دی؛ مگر وہ دور دور تک کہیں نظر نہیں آئے؛ اس لیے اب شہر والوں کو اور زیادہ خطرہ اور اندیشہ ہو گیا۔

## قوم کے لوگوں کی توبہ اور ایمان قبول کرنا

شہر کے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ڈر کے مارے کانپ اٹھے اور سب کے سب اپنے جانوروں کو ساتھ لے کر اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر روتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے اور رو رو کر سچے دل سے حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لانے کا اقرار و اعلان کرنے لگے، شوہر، بیوی سے اور مائیں، بچوں سے الگ ہو کر سب کے سب استغفار میں مشغول ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑا کر رونا شروع کر دیا، جو مظالم آپس میں ہوئے تھے ایک دوسرے سے معاف کرانے لگے اور جتنی حق تلفیاں

ہوئی تھیں سب کی آپس میں معافی تلافی کرنے لگے۔

غرض ان سب نے سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا کہ حضرت یونس علیہ السلام جو کچھ آپ کا پیغام لائے ہیں، ہم اس پر سچے دل سے ایمان لائے۔

## ان کے ایمان کی تعریف

اللہ تعالیٰ کو شہر والوں کی بے قراری اور مخلصانہ گریہ وزاری پر رحم آیا اور ان کے سروں سے عذاب اٹھانے کا فیصلہ ہوا، اچانک دھواں اور عذاب کی بدلیاں ہٹ گئیں اور تمام لوگ پھر شہر میں آکر امن وچین کے ساتھ رہنے لگے، اِس واقعے کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۝۹۸

ترجمہ: سو کوئی بستی ایسی کیوں نہیں ہوئی کہ (عذاب کو آنکھوں سے دیکھتے وقت) وہاں کے لوگ ایمان لاتے اور ان کا ایمان لانا ان کو نفع دیتا، سوائے یونس کی قوم کے، کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان (پر) سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں دور کردیا اور ہم نے ان کو ایک وقت (یعنی موت) تک آرام سے رہنے دیا۔

## حضرت یونس علیہ السلام کی کشتی بھنور میں

ایک طرف یہ حالت تھی تو دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام قوم سے ناراض ہوکر بستی سے نکل پڑے، اپنے سفر کے دوران دریا پار کرنے کے لیے اسرائیل کے علاقے ''یافا'' سے کشتی میں سوار ہوئے، کچھ دور جاکر کشتی بھنور میں پھنس گئی۔

اُس وقت کے دستور اور رواج کے مطابق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر جارہا ہو اور کشتی میں سوار ہو تو وہ کشتی اُس وقت تک کنارے پر نہیں پہنچتی جب تک اس غلام کو کشتی سے اتار نہ لیں۔

## کشتی میں قرعہ اندازی

کشتی کے بھنور میں پھنسنے پر ان لوگوں نے غلام کی تعیین کے لیے قرعہ ڈالا جو حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا، لوگوں نے کہا کہ: یہ تو کوئی شریف آدمی معلوم ہو رہے ہیں؛ اس لیے انھوں نے دوسری مرتبہ قرعہ ڈالا، اس طرح تین دفعہ قرعہ ڈالا گیا اور تینوں دفعہ قرعہ آپ علیہ السلام کے نام ہی نکلا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ: میں ہی غلام ہوں جو اپنے آقا کو چھوڑ کر جارہا ہوں، یہ کہہ کر آپ علیہ السلام نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگادی؛ تاکہ کشتی ڈوبنے سے بچ جاوے اور دوسرے لوگ کنارے پر سلامت پہنچ جائیں۔

## مچھلی کے پیٹ میں

جیسے ہی سمندر میں پہنچے فوراً اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ: حضرت یونس علیہ السلام کو نقصان پہنچائے بغیر نگل لے، اس طرح آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں آگئے، مچھلی کے پیٹ میں جانے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ وہ مر چکے ہیں؛ مگر ہاتھ ہلایا، پاؤں پھیلایا تو اپنے آپ کو زندہ پایا۔

یہ آپ علیہ السلام کا ایک طرح کا امتحان تھا، چوں کہ مچھلی کو ''نون'' اور ''حوت'' کہا جاتا ہے؛ اس لیے آپ کو ''ذوالنون'' اور ''صاحب الحوت'' کہا گیا۔

## حضرت یونس علیہ السلام کا استغفار

آخر کار حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی ندامت کا اظہار کیا اور توبہ واستغفار کیا؛ کیوں کہ آپ وحیٔ الٰہی کا انتظار اور اللہ تعالیٰ سے اجازت لیے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہوکر ''نینوا'' سے نکل آئے تھے، مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی اِس خطا پر معافی یوں مانگی:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء)

ترجمہ: اور مچھلی والے (نبی یونس علیہ السلام کو دیکھو) جب وہ (اپنی قوم سے) غصہ ہو کر چلے گئے پھر انھوں نے (اپنے ذہن میں) یہ سمجھا کہ ہم ان کو نہیں پکڑیں گے، سو انھوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی کہ (اے اللہ!) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، یقیناً میں قصور کرنے والوں میں سے ہوں۔

جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن اُس مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے؛ اس لیے ہمارے بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاوے اور اِس آیتِ کریمہ کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس تکلیف سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ ایسے کم مقدار در دِل سے پڑھنا بھی مفید ہے۔

## استغفار نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے

اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں استغفار اور دعا نہ کرتے تو قیامت تک

اُس مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ (صافات)

ترجمہ: اور یقیناً یونس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے ﴿۱۳۹﴾ جب وہ (اپنی قوم سے) بھاگ کر (مسافروں سے) بھری ہوئی کشتی میں پہنچ گئے ﴿۱۴۰﴾ پھر وہ (یونس علیہ السلام کشتی والوں کے ساتھ) قُرعہ ڈالنے میں شریک ہوئے تو (ہر مرتبہ قرعہ میں) یونس ہار گئے ﴿۱۴۱﴾ سو مچھلی نے ان (یونس علیہ السلام) کو نگل لیا اور وہ (یونس علیہ السلام اجتہادی غلطی کی وجہ سے) اپنے اوپر ملامت کر رہے تھے ﴿۱۴۲﴾ سو وہ (یونس علیہ السلام) اگر اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہ کرتے ﴿۱۴۳﴾ تو (مردوں کو) دوسری مرتبہ زندہ کیے جانے کے دن تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے ﴿۱۴۴﴾ سو ہم نے ان (یونس علیہ السلام) کو کھلے میدان میں ڈال دیا اور وہ تو بالکل بیمار (یعنی ایسے کمزور کہ بدن پر بال بھی نہ) تھے ﴿۱۴۵﴾ اور ہم نے اس پر بیل والا درخت اگا دیا۔

## مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے انعامات

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی پُرسوز آواز کو سنا تو دعا قبول کی اور مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو- جو تیرے پاس ہماری امانت ہے- اپنے پیٹ سے نکال کر باہر کنارے پر ڈال دے؛ چناں چہ مچھلی نے دریا کے کنارے حضرت یونس

علیہ السلام کو اُگل دیا، اب وہ ایسی ویران جگہ تھی جہاں کوئی درخت نہیں تھا، سبزہ نہیں تھا؛ بلکہ بالکل چٹیل میدان تھا، اِدھر حضرت یونس علیہ السلام بے حد کمزور ونحیف ہو چکے تھے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام تازہ پیدا ہوئے بچے کی طرح کمزور ہوگئے تھے، آپ کا جسم بہت نرم ونازک ہوگیا تھا اور جسم پر کوئی بال نہ تھا؛ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت یونس علیہ السلام کے قریب کدو کی بیل اُگا دی؛ تاکہ اس کے پتے آپ پر سایہ کیے رہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک جنگلی بکری صبح وشام آپ علیہ السلام کو دودھ پلا کر واپس چلی جاتی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل ہی تھا؛ ورنہ آپ اور زیادہ ضعیف اور کمزور ہوتے چلے جاتے۔ (روح المعانی: ۲۳/۱۴۰)

## اِس واقعے سے ملنے والے سبق

① نینوا والوں کی حالت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کسی قوم پر کوئی مصیبت عذاب بن کر نازل ہوتو اُس سے نجات پانے کا یہی طریقہ ہے کہ لوگوں کو توبہ واستغفار میں مشغول ہوکر دعائیں مانگنی چاہیے، اگر ایسا ہوا تو امید ہے کہ بندوں کی بے قراری اور اُن کی گریہ وزاری پر ارحم الراحمین رحم فرما کر عذاب کو دور فرمادیں گے۔

② حضرت یونس علیہ السلام کی دل ہلا دینے والی مصیبت اور مشکلات سے یہ ہدایت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا کس کس طرح امتحان لیتے ہیں؛ لیکن جب بندے امتحان میں صبر واستقامت سے رہتے ہیں اور عین مصیبت کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے تو ارحم الراحمین اپنے بندوں کی نجات کا غیب سے ایسا

انتظام فرمادیتے ہیں کہ کوئی اس کو سوچ بھی نہیں سکتا۔

غور کیجیے! جب حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی والوں نے سمندر میں پھینک دیا تو ان کی زندگی وسلامتی کا کون سا ذریعہ باقی رہ گیا تھا؟ پھر انھیں مچھلی نے نگل لیا تو اب بھلا ان کی زندگی کا کونسا سہارا رہ گیا تھا؟ مگر اسی حالت میں آپ نے جب آیتِ کریمہ کا وظیفہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں مچھلی کے پیٹ میں بھی زندہ وسلامت رکھا اور مچھلی کے پیٹ سے ایک میدان میں پہنچادیا، پھر تندرستی وسلامتی کے ساتھ اُن کی قوم اور وطن میں واپس پہنچادیا، اس کے بعد ان کی تبلیغ کی برکت سے ایک لاکھ سے زائد آدمیوں کو ہدایت ملی۔

## صلالہ سے مشرقی جانب محمد بن علیؒ کے مزار پر

صلالہ شہر کی اِن زیارتوں سے فارغ ہونے کے بعد ہم صلالہ سے مشرقی (East) جانب سمندری راستے پر چلے، راستے میں ''مربط'' شہر میں رُک کر وہاں مغرب کی نماز ادا کی۔ اس جگہ ''محمد بن علیؒ'' کا مزار ہے؛ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔

## راستے کی دشواری

پھر وہاں سے آگے چلے، راستے کے ایک طرف بڑے بڑے، عجیب وغریب، مسلسل پہاڑ اور دوسری طرف سمندر ہی سمندر تھا، ساتھ میں رات کا سخت اندھیرا اِس منظر کو اور بھی ہولناک بنا رہا تھا۔

اِس راستے میں مشکل سے کوئی گاڑی چلتی نظر آتی تھی، ہاں! کسی جگہ کچھ لوگ مچھلی کا شکار کرتے نظر آئے تھے۔

بہر حال! دوسوکلو میٹر چلنے کے بعد ''ہیڈ بین'' نام کا شہر آیا، اِس سے کچھ فاصلے پر ایک مشہور شہر: ''حاسک''(Hasik) آیا، ان دونوں شہروں کے درمیان ایک جگہ ایک بورڈ پر لکھا تھا کہ: یہاں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی قبر ہے۔

## حضرت صالح علیہ السلام کا مزار

ہم نے ہماری گاڑی وہاں سے بائیں جانب کچّے راستے کی طرف موڑ لی، یہ راستہ بھی بڑا عجیب وغریب تھا، گھنا جنگل اور کانٹے دار درخت تھے، کچھ آگے چل کر ایک مسجد نظر آئی، اس کے قریب بیٹھنے، پانی پینے اور ضرورت کی چیزوں کا انتظام تھا، یہاں آکر ہم کو اطمینان نصیب ہوا۔ پھر آگے جا کر دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ایک سیڑھی جا رہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس پہاڑ پر گاڑی کے چڑھنے کا راستہ بھی بنا ہوا تھا؛ چناں چہ ہمارے سلیمان بھائی نے ہمّت کر کے پہاڑ پر اپنی گاڑی چڑھا دی؛ لیکن ہم سب پیدل چل کر اس جگہ حاضر ہوئے، اِس نیّت سے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کے پاس پیدل چلتے ہوئے حاضری دینی چاہیے۔

## مزار مبارک پر حاضری

غرض! سیڑھی ختم ہونے کے بعد پہاڑ کی چوٹی پر ایک صحن جیسی جگہ آئی، وہاں بھی ایک مسجد تھی، ہم سب اس میں داخل ہوئے، پھر مسجد کی ''حی علی الصلوٰۃ'' کی جانب سے باہر نکلے، وہاں ایک صحن ہے، جس سے متصل ایک کمرہ تھا اور اس کمرے میں تقریباً ۱۵/ فٹ کی ایک قبر موجود ہے اور اس قبر کے پاس لکھا ہوا ہے کہ: یہ اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت صالح علیہ السلام کی قبر ہے۔

اس جگہ کے چاروں طرف ایسے اونچے پہاڑ تھے کہ گویا وہ آسمان کو چومنے جارہے ہیں، یہ پورا علاقہ "احقاف کا علاقہ" کہلاتا ہے، یہاں بڑی تعداد میں بنگلا دیشی بھائی ریسٹورنٹس، چائے وقہوے کی دکانیں چلاتے ہیں۔

بہرحال! حضرت صالح علیہ السلام کی طرف منسوب مزار پر حاضری دی، ایصالِ ثواب کیا اور پھر وہاں سے واپس ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی حفاظت، مدد اور توفیق سے ہم نے یہ مشکل سفر طے کرلیا۔

## ایک ضروری وضاحت

حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کی قوم کا سعودی عرب میں "مدائنِ صالح" سے مشہور و معروف علاقہ بتلایا جاتا ہے، جہاں بفضل اللہ تعالیٰ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ میں بندے کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی، وہاں کی پوری کارگزاری آڈیو اور ویڈیو کی شکل میں ہماری ویب سائٹ پر موجود ہے، نیز کتابی شکل میں "دیکھی ہوئی دنیا" کے چھٹے حصے میں اس کو منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔

## حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی جفاکشی اور مشقت اٹھانا

دین کی تبلیغ واشاعت کے واسطے حضراتِ انبیاء علیہم السلام نے کیسی محنت اور جفاکشی کی ہوگی، اس بات کا کچھ اندازہ ہمیں ان سخت چٹان والے پہاڑی علاقے اور ان بسنے والے لوگوں کو دیکھ کر ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں ایسے مقامات پر رہائش اختیار کرنے والے انسان کیسے پتھر دل ہوا کرتے ہوں گے؟ ایسے سخت دل انسانوں کو منانا اور ایمان کی طرف مائل کرنا کتنا مشکل کام ہوتا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ تمام حضراتِ انبیا علیہم السلام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خصوصاً ہمارے آقا، خاتم الانبیا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

## حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے قدم کے نشانات

صلالہ شہر ہی میں ''زخفا'' نامی ایک جگہ ہے، یہاں پتھر کی ایک بڑی چٹان ہے، جس پر اونٹنی کے قدم کے نشانات ہیں، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے قدم کے نشانات ہیں۔

وہاں چاروں طرف سے احاطہ (Border) کر دیا گیا ہے، یہ جگہ صرف اتوار کے دن صبح ۹ ربجے سے ۱۰ ربجے تک کھولی جاتی ہے۔

## قومِ ثمود کا معجزہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ کے نبی: حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا تو اس دعوت کے جواب میں قوم کے لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کا مطالبہ کیا۔

علامہ ابنِ کثیرؒ اور دیگر بعض بڑے اور ثقہ مفسرینِ کرام نے اس بارے میں تفصیل سے روایات جمع فرمائی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے مطالبہ کیا کہ: اگر آپ فلاں پہاڑی سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی نکال کر دکھائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور وہ اِس بات پر اصرار کرنے لگے۔

چناں چہ حضرت صالح علیہ السلام نے اس مطالبے پر ان سے اِس بات کا پکا عہد لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ ایسا معجزہ ظاہر فرما دیں تو وہ ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے، پھر جب

انھوں نے اس معاملے میں پکا قول وقرار کرلیا تو حضرت صالح ؑ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے معجزے کے ظاہر ہونے کے واسطے دعا کی۔

## ناقۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کی اونٹنی) کا ظاہر ہونا

دیکھتے ہی دیکھتے تمام لوگوں کے سامنے اس پہاڑی کی سخت چٹان پھٹی اور اس سے ایک بڑے قد وقامت (جسم) والی اونٹنی ظاہر ہوئی، جس نے باہر نکلتے ہی بچّہ جنا۔

لیکن معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اس قوم میں سے صرف ان کا ایک سردار ''جندع ابن عمرو'' اور ان کے کچھ ساتھی ایمان لائے، باقی اکثر لوگوں نے اپنے عہد اور وعدے کے خلاف کیا۔

اس کے بعد حضرت صالح ؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ: یہ تمھارا مانگا ہوا معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے، اس اونٹنی کو اس کے حال پر چھوڑ دو، جہاں چاہے چرتی پھرے، جہاں چاہے پانی پیے، اس کو پریشان مت کرنا؛ ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا، قرآنِ مجید میں ہے:

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَـةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ۝۶۴ (هود)

ترجمہ: اور اے میری قوم! یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے نشانی (بن کر آئی) ہے، سو تم اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں (چارہ) کھاتی پھرے اور تم برے ارادے سے اِس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ، ورنہ بہت جلدی عذاب (آکر) تم کو پکڑ لے گا۔

## معجزہ آزمائش کا سبب بن گیا

قومِ ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے معجزے کا مطالبہ تو کرلیا؛ لیکن یہی معجزہ ان کے لیے آزمائش کا سبب بن گیا؛ اس لیے کہ ایسی بڑے جسم والی اونٹنی ایک دن میں اتنا پانی پی جاتی تھی جتنا ان کے سارے جانور پیتے تھے: اس لیے حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے کے ساتھ اس طرح طے کرلیا کہ ایک دن حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کنویں سے پانی پیے گی، دوسرے دن قوم کے جانور پانی پیا کریں گے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴿۱۵۵﴾ (الشعراء)

ترجمہ: صالح (علیہ السلام) نے کہا: یہ اونٹنی ہے اس کے لیے پانی پینے کی ایک باری ہے اور تمھارے (جانوروں کے لیے) پانی پینے کی باری مقرر دن میں ہے۔

## ناقۃ اللہ کہنے کی وجہ

اس اونٹنی کو "ناقۃ اللہ" (اللہ تعالیٰ کی اونٹنی) کہا گیا، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس اونٹنی کی پیدائش عام اور معروف طریقے سے ہٹ کر خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کے طور پر ہوئی تھی، اس کا قد بھی بہت لمبا اور عجیب تھا۔

اِسی طرح اس کے کھانے اور پینے کی مقدار بھی دوسرے جانوروں سے بہت زیادہ تھی؛ چناں چہ جس دن اس اونٹنی کے پانی پینے کی باری ہوتی تھی تو وہ اس کنویں کا سارا پانی پی جاتی تھی؛ لیکن ساتھ ساتھ اس دن اتنا زیادہ دودھ دیتی تھی کہ وہ دودھ پورے گاؤں والوں کو کافی ہوجایا کرتا تھا!

اِس واقعے کی مزید تفصیلات "دیکھی ہوئی دنیا، جلد:٦" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

## ۲۹؍اپریل ۲۰۲۳ء،مطابق: ۸؍شوال ۱۴۴۴ھ بروز سنیچر

## ''اِرَم'' کے علاقے میں

سنیچر کے دن ہم صلالہ سے تقریباً ۱۰۷؍کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد شہر ''اوبر'' پہنچے، جس کا پرانا نام ''شصر'' ہے، یہ پورا علاقہ ''ارم'' کہلاتا ہے، قرآنِ پاک میں اس کا بھی تذکرہ ہے:

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۝ (الفجر)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے عاد یعنی اِرم قوم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

اِس پورے علاقے کے خاصے حصے کو جالی (Net) سے احاطہ کیا گیا ہے، اس کے درمیان کچھ کھنڈرات موجود ہیں۔

### شدّاد کی جنّت

کہتے ہیں کہ: شداد نے دنیا میں جو جنت بنائی تھی وہ اسی جگہ پر تھی۔

شداد نے دنیا میں سونے اور چاندی سے ایک عالی شان جنت بنانے کی کوشش کی تھی؛ لیکن وہ خود اپنی بنائی ہوئی جنت کو دیکھ نہیں سکا اور اس میں داخل ہوتے ہی موت نے آکر اس کو پکڑ لیا۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے ''تفسیر فتح العزیز'' میں اس واقعے کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے، یہاں اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

## عادِاولیٰ

درحقیقت ماضی میں عاد کے نام سے دوقومیں گذری ہیں، ایک کو "عادِاولیٰ"، "عادِ قدیمہ" اور "عادِارم" کہتے ہیں، یہ "عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام" کی اولاد میں سے تھے، اُن کوان کے دادا: ارم کی طرف منسوب کر کے "عادِارم" بھی کہا جاتا ہے، انھوں نے اپنے شہر کا نام بھی دادا کے نام پر "ارم" رکھا تھا، ان کا وطن "عدن" سے متصل تھا، قرآنِ پاک "سورۂ نجم" میں عادِاولیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاَنَّہٗ اَہۡلَکَ عَادَا الۡاُوۡلٰی﴿۵۰﴾ (النجم)

ترجمہ: اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) نے پہلے زمانے کی قومِ عاد کو ہلاک کیا۔

اور تیسویں پارے کی سورۂ فجر میں ہے:

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ﴿۶﴾اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ﴿۷﴾الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُہَا فِی الۡبِلَادِ. (الفجر)

ترجمہ: (اے نبی!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے عاد یعنی ارم قوم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ ﴿۶﴾ جو اونچے اونچے ستون والے تھے ﴿۷﴾ کہ اس جیسی (لمبائی اور طاقت والی) کوئی اور قوم (دنیا کے تمام) شہروں میں پیدا نہیں کی گئی۔

## عادِثانیہ

دوسرے عادِثانیہ ہیں، ایک آدمی جو عادِقدیمہ کی نسل سے بچ گیا تھا، اس نے حضرموت کے قریب "احقاف" کو اپنا وطن بنایا تھا، وہاں اس سے اولاد ہوئی اور پھر ان کی نسل دنیا میں آگے چلی، ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، ان کا واقعہ بھی قرآنِ مجید میں مذکور ہے۔

## عادِ قدیمہ کی طاقت

اللہ تعالیٰ نے عادِ قدیمہ کو غیر معمولی قد و قامت اور قوت عطا فرمائی تھی، ان میں ہر شخص کا قد کم از کم بارہ گز ہوتا تھا، ان کی طاقت کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا پتھر جس کو کئی آدمی مل کر بھی اُٹھا نہ سکے ان میں کا ایک آدمی ایک ہاتھ سے اُٹھا کر اُسے پھینک دیتا تھا، یہ لوگ طاقت و قوت کے بل بوتے پر پورے یمن پر قابض ہو گئے تھے۔

ان میں خاص طور پر دو بادشاہ بہت جاہ و جلال والے ہوئے ہیں، وہ دونوں بھائی ہی تھے، بڑے بھائی کا نام ''شدید'' اور چھوٹے بھائی کا نام ''شداد'' تھا جو بڑے بھائی کے بعد حکومت پر آیا، یہ دونوں پوری دنیا پر غالب آ گئے تھے اور انھوں نے بڑی تعداد میں لشکر و خزانے جمع کر لیے تھے۔

## شداد کا خدائی کا دعویٰ

پھر شداد نے اپنے بھائی: شدید کے مرجانے کے بعد اِس سلطنت کی رونق کو عروج تک پہنچایا، روئے زمین پر کسی بادشاہ کو اس سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی؛ اس لیے اس نے حکومت و سلطنت کے غرور و تکبر میں آ کر خدائی کا دعوی کر دیا؛ چناں چہ اس وقت کے علما و واعظین نے جو کہ سابق انبیا کے علوم کے وارث تھے، اس شداد کو سمجھانے کی کوشش کی، اُسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور خدائی کے دعویٰ کے بجائے حق جل شانہ کی عبادت کی ترغیب دی۔

## شداد کا سخت تکبر

شداد اُن سے کہنے لگا: جو حکومت، دولت اور عزت مجھے حاصل ہے، کیا اللہ تعالیٰ

کی عبادت کرنے سے مجھے اس سے زیادہ کچھ حاصل ہوگا؟ اس لیے کہ جو کوئی کسی کی خدمت واطاعت کرتا ہے تو وہ یہ کام یا تو عزت ومنصب کی ترقی کے لیے کرتا ہے یا دولت حاصل کرنے کے واسطے کرتا ہے اور مجھے تو یہ سب کچھ پہلے سے حاصل ہے، مجھے کسی کی عبادت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

ان مصلحین نے اس سے کہا: دنیا کی یہ حکومت ودولت ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے، اگر آپ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی جنت عطا فرمائیں گے جو اس ساری دنیا سے بہتر ہے اور آپ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

## جنت کیسی ہوتی ہے؟

اس نے ان علما وصلحا سے پوچھا: جنت کیسی ہوتی ہے؟ میرے سامنے اس کی تعریف وخوبی بیان کرو!

چناں چہ نصیحت کرنے والوں نے جنت کی وہ صفات جو انبیائے کرام کی تعلیمات کے ذریعے ان کو پہنچی تھیں، اس کے سامنے بیان کیں، تو اس نے کہا: مجھے اِس جنت کی ضرورت نہیں ہے، ایسی جنت تو میں دنیا میں ہی بنا سکتا ہوں!

## دنیا میں جنت کی تعمیر کی تیاری

اس نے اپنے افسروں میں سے سو (۱۰۰) معتبر افسروں کو بلایا، ہر ایک افسر کے ماتحت ایک ہزار آدمی پابند کیے کہ جس طرح یہ افسر کہیں گے وہ لوگ اُسی طرح کام کریں گے، اس کے بعد اپنی حکومت کے دور دراز علاقوں میں یہ حکم نامہ بھیجا کہ سونے

چاندی کی کانوں سے اینٹیں بنوا کر بھیجو اور زمین میں دفن کیے ہوئے تمام خزانے تلاش کر کے مجھے پہنچاؤ۔

شداد نے اپنے افسروں کو حکم دیا کہ یہ جنت کوہِ عدن سے متصل ایک مربع شہر کی شکل میں- جو دس کوس چوڑی اور دس کوس لمبی- ہو بنائی جائے، اُس نے اِس جنت کی بنیادیں اتنی گہری کھدوائیں کہ پانی کے قریب پہنچادیں، پھر ان بنیادوں کو سنگِ سلیمانی سے بھروادیا۔

جب بنیادیں بھر کر زمین کے برابر ہوگئیں تو ان پر سونے چاندی کی اینٹوں کی دیواریں بنوائی، اِن دیواروں کی بلندی اُس زمانے کے گز کے اعتبار سے پانچ سو گز مقرر کی گئی، جب سورج نکلتا تو اس کی چمک سے دیواروں پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔

## شداد کی جنت کی سجاوٹ

پھر چہار دیواری میں ایک ہزار محل تعمیر کیے گئے، ہر محل ایک ہزار ستونوں پر مشتمل تھا اور ہر ستون جواہرات سے جڑاؤ کیا ہوا تھا، پھر شہر کے درمیان بیچ ایک نہر بنائی گئی اور ہر محل میں اس نہر سے چھوٹی چھوٹی نہریں لے جائی گئیں۔

نیز ہر محل میں حوض اور فوارے بنائے گئے، ان نہروں کی دیواریں اور فرش یاقوت، زمرد، مرجان اور نیلم سے بھر دیے گئے، نہروں کے کناروں پر ایسے مصنوعی درخت بنائے گئے جن کی جڑیں سونے کی، شاخیں اور پتے زمرد کے، اور ان کے پھل پھول موتی، یاقوت اور دوسرے جواہرات سے بنا کر اُن سے ٹانک (جوڑ) دیے گئے، شہر کی دکانوں، دیواروں کو مشک، زعفران، عنبر و گلاب سے سجایا گیا۔

## نہر اور بازار کی رونق

جب تعمیر مکمل ہوگئی تو شداد نے حکم دیا کہ سارے شہر میں ریشم و زردوزی کی قالینیں بچھا دی جائیں اور شہر کے تمام محلات میں سونے چاندی کے برتن لگا دیے جائیں، پھر نہروں میں سے کسی میں میٹھا پانی، کسی میں شراب، کسی میں دودھ اور کسی میں شہد و شربت جاری کر دیا جائے۔

بازاروں اور دکانوں کو کمخواب (ایک ریشمی کپڑا) اور زربفت (ایک قسم کا کپڑا) کے پردوں سے آراستہ کر دیا جائے۔

نیز ہر پیشہ و ہنر والے کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔

نیز یہ بھی حکم دیا کہ اِس شہر کے رہنے والے تمام لوگوں کے لیے ہر وقت ہر نوع و قسم کے پھل، میوے پہنچا کریں۔

## اپنی جنت کو دیکھنے کے لیے شداد کی روانگی

جب بارہ سال کی مدت میں یہ مصنوعی جنت نما شہر اپنی پوری سجاوٹ کے ساتھ تیار ہو گیا تو شداد نے اپنے تمام امرا و ارکانِ دولت کو حکم دیا کہ سب اس شہر میں آباد ہو جائیں، پھر خود بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ انتہائی تکبر و غرور کے ساتھ اس شہر کی طرف روانہ ہوا۔

اس نے اُن وعظ کہنے والے علما میں سے بھی کچھ کو اپنے ساتھ لیا اور راستے میں مذاق اور تمسخر کرتے ہوئے ان سے کہنے لگا: اسی جنت کے لیے تم مجھے کسی اور کے آگے جھکنے اور ذلیل ہونے کا کہہ رہے تھے! اب تم میری قدرت و دولت دیکھو گے؟

## ایک خوفناک آواز نے پکڑ لیا

جب شہر کے قریب پہنچا تو تمام شہر والے اس کے استقبال کے لیے شہر کے دروازے سے باہر آگئے اور اس پر زَر و جواہرات نچھاور کرنے لگے، اسی ناز و اَدا سے چلتے ہوئے جب شہر کے دروازے پر پہنچا اور ابھی تو اس کا ایک قدم اپنی جنت میں اور دوسرا قدم باہر ہی تھا کہ آسمان سے ایسی خوفناک کڑک کی آواز آئی کہ وہ تمام لوگ شداد کے ساتھ شہر کے دروازے پر ہی ڈھیر ہوگئے اور جس جنت کو شداد نے اتنی محنت و مشقت اور تمنا و آرزو سے تعمیر کروایا تھا اس کے دیکھنے کی حسرت دل ہی دل میں لیے دنیا سے چلا گیا!

## مالِک المُلک کا مَلِک الموت سے سوال

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا: اے عزرائیل! آج تک جن لوگوں کی روح تو نے نکالی ان میں سے کسی پر تجھے رحم بھی آیا؟

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! آپ خوب جانتے ہیں کہ روح نکالتے وقت ہمیشہ میرا دل دکھتا ہے؛ لیکن آپ کے حکم کے خلاف کرنے کی کس میں ہمت ہے؟

اللہ تعالیٰ نے پوچھا: یہ بتا! تجھے سب سے زیادہ رحم کس پر آیا؟

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا: الٰہی! ایک موت ایسی ہے جو بھلائے نہیں بھولتی اور وہ غم ایسا ہے جو تنہائی میں بھی میرے ساتھ رہتا ہے۔

## ملک الموت کو بھی رحم آگیا

ایک مرتبہ مردوں اور عورتوں سے بھری ہوئی ایک کشتی سمندر میں سفر کر رہی تھی،

اُس وقت آپ نے حکم دیا کہ: اِس کشتی کو ختم کردو، میں نے کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے، آپ نے فرمایا: سب مردوں اور عورتوں کی روحیں نکال لو؛ لیکن ایک عورت اور اس کے چھوٹے بچے کو چھوڑ دو؛ چناں چہ آپ کے حکم کی وجہ سے میں نے سب کی روحیں نکال لی، بس! ایک بہتے تختے پر ماں اور اس کا ننھا بچہ رہ گئے اور پھر وہ تختہ سمندر کے کنارے پر آلگا، اس ماں اور بچے کی جان بچ جانے سے میں بہت خوش ہوا۔

لیکن پھر آپ کا حکم آیا کہ: اے عزرائیل! جلدی ماں کی روح نکال اور بچے کو اکیلا چھوڑ دے، اے باری تعالیٰ! آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ حکم پا کر میرا کلیجہ کانپ گیا تھا، مجھے اُس دودھ پیتے بچے کو اس کی ماں سے جدا کر کے بہت تکلیف پہنچی تھی، اس واقعے کو ایک مدت ہو چکی ہے؛ لیکن وہ بچہ آج بھی مجھے برابر یاد آتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی پرورش کا عجیب نظام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عزرائیل! سن! میں تجھے اُس بچے کی کہانی سناتا ہوں! جب تو نے ماں کی روح قبض کی اور بچے کو اکیلا چھوڑ دیا تو ہم نے سمندر کی ایک موج کو حکم دیا کہ اِس بچے کو احتیاط سے ایک ویران جزیرے میں پہنچا دے، اس جزیرے میں ایک سرسبز اور گھنا جنگل تھا، اس میں صاف شفاف میٹھے پانی کے چشمے بہتے تھے اور بے شمار پھل دار درخت تھے، اس جزیرے پر ہم نے محض اپنے فضل و کرم سے صرف اس بچے کی خاطر لاکھوں خوش نما اور حسین پرندے بھیجے جو ہر وقت چہچہاتے اور نیا راگ الاپتے تھے۔

ہم نے چنبیلی کے پھولوں اور پتوں کو حکم دیا کہ: اس بچے کا بستر تیار کرو؛ تاکہ وہ اس پر آرام کی نیند سوئے۔ ہم نے اسے ہر خوف اور خطرے سے محفوظ کر دیا۔ اسی طرح

سورج کو حکم دیا کہ: اپنی تیز دھوپ اس پر نہ ڈال! ہوا کو فرمایا کہ: اس پر آہستہ آہستہ چل! بادلوں کو حکم دیا: اس پر بارش نہ برسانا! بجلی کو ہدایت کی کہ: خبردار! اسے اپنی تیزی دکھا کر مت ڈرانا! ان ہی دنوں جنگل میں بھیڑیئے کی مادہ نے بچے دیے تھے، ہم نے اسے حکم دیا کہ: اپنے بچوں کے ساتھ اس انسان کے بچے کو بھی دودھ پلا!

## اتنی نعمتوں میں پل کر بھی ناشکری

اے عزرائیل! سب نے ہمارے حکم کو پورا کیا؛ یہاں تک کہ وہ اکیلا اور بہ ظاہر بے یار و مددگار بچہ پرورش پا کر خوب صحت منداور بہادر ہوگیا، ہم نے اس کے پاؤں میں کبھی کانٹا بھی نہ چبھنے دیا، دنیا جہاں کی نعمتیں اسے عطا کیں؛ لیکن اس نے ان نعمتوں کا کبھی شکر ادا نہ کیا۔

اے ملک الموت! تو جانتا ہے وہ بچہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کیا: آپ سب کچھ جانتے ہیں اے میرے پروردگار!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بچہ پھر شداد بنا! خدائی کا دعویٰ کر کے لوگوں کو میرے راستے سے بھٹکایا اور آج اِس انجام پر پہنچا۔

## شداد کی موت کے بعد اس کی جنت کا کیا ہوا؟

معتبر تفسیروں میں لکھا ہے کہ شداد اور اس کے لشکر کے ہلاک ہونے کے بعد وہ شہر بھی لوگوں کی نگاہ سے اوجھل کر دیا گیا؛ مگر کبھی کبھی رات کے وقت عدن اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو اُس جگہ اس کی کچھ روشنی اور جھلک نظر آجاتی تھی، یہ روشنی اس شہر کی دیواروں کی تھی۔

## حضرت عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا حیران کن مشاہدہ

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ اس علاقے کی طرف گئے، اچانک آپ کا ایک اونٹ گم ہوگیا، آپ اس کو تلاش کرتے کرتے اس شہر کے پاس پہنچ گئے، جب اس کے میناروں اور دیواروں پر نظر پڑی تو آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش آیا تو سوچنے لگے کہ اس شہر کی حالت تو ویسی ہی نظر آتی ہے جیسی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے جنت کی حالت بیان فرمائی ہے!

کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں؟ وہ اِسی حال میں اُٹھ کر اس شہر میں داخل ہوئے تو اس کے محلات، نہریں اور درخت بالکل جنت کی طرح تھے؛ لیکن وہاں کوئی انسان نہیں تھا، انھوں نے وہاں پڑے ہوئے کچھ جواہرات اٹھائے اور واپس چل دیے۔

## حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تذکرہ

وہاں سے سیدھے ''دمشق'' حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے سارے حالات بیان کیے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ شہر آپ نے بیداری میں دیکھا ہے یا خواب میں؟ انھوں نے بتلایا کہ: بالکل بیداری میں دیکھا ہے۔

پھر اس کی ساری نشانیاں بتلائیں کہ وہ شہر عدن کے پہاڑ سے فلاں جانب اتنے فاصلے پر ہے، اس کے ایک طرف فلاں درخت اور دوسری طرف ایسا کنواں ہے، نیز میں یہ جواہرات و یاقوت نشانی کے طور پر وہاں سے اٹھالایا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ ماجرا سننے کے بعد نہایت حیران ہوئے اور اس بارے میں اہلِ علم سے معلومات حاصل کی کہ کیا دنیا میں ایسا شہر بھی کبھی بسایا گیا ہے جس کی اینٹیں

سونے چاندی کی ہوں؟

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی

علماو ماہرین نے جواب دیا کہ: ہاں! قرآنِ کریم کی ''سورۂ فجر'' میں اس کا ذکر آیا ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ نے اس جنت (شہر) کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا دیا ہے، علما نے یہ بھی ذکر کیا کہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: میری اُمت میں سے ایک آدمی جو چھوٹے قد اور سُرخ رنگ کا ہوگا، اس کے اَبرو اور گردن پر دو تِل ہوں گے وہ اپنے اونٹ کو ڈھونڈتا ہوا اُس شہر میں پہنچے گا اور وہاں کے عجائبات دیکھے گا۔

جب حضرت امیرِ معاویہ نے رضی اللہ عنہ یہ ساری نشانیاں حضرت عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ میں دیکھیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے حق میں ایک پیشین گوئی تھی جو پوری ہوئی۔ (از: تفسیر عزیزی جدید ص: ۳۸۹ تا ۳۹۵)

بہر حال! شداد نے دنیا میں جو بڑی عالی شان جنت بنائی تھی، وہ اس کے غرور اور نافرمانی کی وجہ سے تباہ ہوگئی! آج وہ جگہ بالکل بنجر اور ویران ہے۔

انسان کے لیے اس واقعے میں بہت بڑی عبرت ہے کہ یہ دنیا فانی ہے، اس کی کوئی چیز باقی رہنے والی نہیں ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

| یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے | جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے |
|---|---|

## یہ دنیا فانی ہے

پیارے دوستو! یہ دنیا کی راحت و آرام اور عیش و عشرت سب کا سب ختم ہونے والا ہے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات باقی رہنے والی ہے، قرآنِ پاک میں

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ (الرحمٰن)

ترجمہ: جوکوئی بھی (اس) زمین پر ہے وہ سب فنا ہونے والے ہیں ﴿۲۶﴾ اور صرف تمھارے رب کی ذات جو عظمت اور فضل وکرم والی ہے وہ باقی رہ جائے گی۔

خوب غور کرنے کا مقام ہے کہ اس جگہ شدّاد نے بہت عالی شان جنت بنائی تھی؛ لیکن آج اس کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے، اب یہ علاقہ بالکل بنجر وویران پڑا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال کر آخرت کی رغبت ڈال دے آمین!

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے ''تفسیر فتح العزیز'' میں اس واقعے کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے۔

## یہ سیاحت کی جگہ نہیں، مقامِ عبرت ہے

یہ جگہ ''ورلڈ ہیری ٹیج'' (World heritage) میں بھی شامل ہے، یہاں اس کا بورڈ بھی لگا ہوا ہے، لوگ دور دور سے سیر وسپاٹے کے لیے آتے ہیں۔

لیکن! یہ تو عبرت کی جگہ ہے، انسان کو یہ جگہ سیر وسیاحت کے نظریے سے دیکھنے کے بجائے عبرت کی نگاہ سے دیکھنی چاہیے اور آخرت کی جنّت کمانے کی فکر کرنی چاہیے۔

## جنّت کمانے کا طریقہ

جنّت کمانا بہت آسان ہے، قرآنِ کریم میں ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ (النازعات)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا تھا اور (اپنے) نفس کو (ناجائز) خواہشات سے روکا تھا ﴿۴۰﴾ تو جنت ہی (اس کا) ٹھکانہ ہوگا۔

حدیث شریف کا خلاصہ ہے: تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دو: ایک جو تمھارے جبڑوں کے درمیان ہے؛ یعنی زبان اور دوسری دو ٹانگوں کے درمیان؛ یعنی شرم گاہ کی کہ وہ حرام اور غلط کاموں میں استعمال نہیں کروگے تو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (البخاری: ۶۴۷۴)

اس لیے ہمیں کبھی ختم نہ ہونے والی جنت کے حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

## انسان گوگل میپ پر کتنا بھروسہ کرے؟

اِرم کی عبرت بھری زیارتوں سے فارغ ہوکر ہم صلالہ شہر کی طرف واپس چلے، صلالہ سے مسقط واپسی کے سفر میں ایک عجیب بات پیش آئی:

جب ہم اِرم سے نکلے تو گوگل میپ میں مسقط کی طرف جانے والے دو راستے بتلا رہے تھے، اس میں ایک قریب والا راستہ معلوم ہو رہا تھا؛ اس لیے ہم اس پر گوگل کی رہنمائی کے مطابق چل پڑے؛ لیکن وہ راستہ تو جنگل و بیابان سے گھِرا ہوا تھا، اس کے اطراف میں نہ کوئی انسانی آبادی تھے، نہ کوئی جانور تھا، بالکل ویران اور کچا راستہ تھا۔

دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا تھا، اللہ نہ کرے کوئی حادثہ پیش آجاوے تو اسباب کی دنیا میں کوئی مدد کرنے والا بھی نہ ملے، ایسے عجیب وغریب حالات اور مناظر تھے کہ نہ پوچھو؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد پختہ راستہ نظر آیا۔

چند دنوں پہلے اخبار میں آیا تھا کہ چند لوگ گوگل میپ سے چلے، آگے ندی آگئی، وہاں پُل نہیں تھا، پوری گاڑی انسانوں کے ساتھ پانی میں گر گئی۔

معلوم ہوا کہ ایسی چیزوں پر زیادہ بھروسہ نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ اُس علاقے کے تجربہ کار لوگوں سے پوچھنا چاہیے۔

## مسقط میں رات کا قیام

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم رات کے وقت مسقط پہنچ گئے، یہاں بندے کا رات کا قیام بھانجے: عمر فاروق کے گھر رہا، دیگر رفقائے کرام ہوٹل چلے گئے۔

## مسقط کا مارکیٹ

اگلے دن صبح کے نظام کے بارے میں ایک بات یہ طے ہوئی تھی کہ مسقط کے میوزیم کی زیارت بھی کر لی جاوے؛ چناں چہ صبح نو-دس بجے ناشتے کے بعد بھانجے: عمر فاروق بازار میں اپنی پرانی-نئی ہول سیل (Whole sale) اور ریٹیل (Retail) کی دکانیں دکھانے کے واسطے لے گئے۔

وہاں جا کر دیکھا تو سادے-سیدھے انداز کا مارکیٹ تھا؛ لیکن ماشاء اللہ! اچھی جمی ہوئی دکانیں تھیں، اس کے ذریعے مسقط کے بازاروں کا بھی قدرے اندازہ ہوا، پھر وہاں سے ہم مسقط کا معروف ومشہور میوزیم دیکھنے کے واسطے گئے۔

## سلطنتِ عمان کے بارے میں ایک حیرت کی بات

یہ میوزیم عجیب وغریب طریقے سے بنایا گیا ہے، یہ میوزیم عمان کے سلطان کے محل کے بالکل سامنے ہے، یہاں اِس چیز سے تعجب ہوا کہ ہم نے میوزیم میں جانے کے واسطے سلطان کے محل کے پاس ہی اپنی گاڑی پارک کی؛ لیکن وہاں بہت زیادہ حفاظتی عملے والے (Security) ہمیں نظر نہیں آئے؛ جب کہ دوسرے ملکوں میں

صدر کے محل یا وزیرِ اعظم کی قیام گاہ سے پہلے کئی کلومیٹر دور ہی سے حفاظتی عملے والے کھڑے نظر آتے ہیں، عام لوگ اس کے قریب بھی نہیں جا سکتے، یہاں ایسا کچھ بھی نہیں تھا، اس وقت مجھے بے اختیار سیدنا حضرت عمر فاروق ﷛ کی وہ سادگی یاد آ گئی، جس کو دیکھ کر ایک رومی سفیر حیران رہ گیا تھا۔

## سادگی والی سلطنت

جب مسلمانوں اور حضرت عمر فاروق ﷛ کا دبدبہ عراق، ایران اور شام و فلسطین میں بیٹھ گیا تو قیصر کا ایک سفیر دور دراز جنگلوں سے سفر کر کے حضرت عمر ﷛ سے ملنے مدینہ منورہ پہنچا، اس نے لوگوں سے پوچھا کہ خلیفہ کا محل کون سا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا کوئی محل نہیں، ان کا روشن محل تو ان کا دل ہے، ان کی حکومت کا ساری دنیا میں شہرہ و چرچا ہے؛ لیکن وہ خود دُرویشوں کی طرح گھاس پھوس کی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔

جب روم کے سفیر نے یہ باتیں سنیں تو اور زیادہ مشتاق ہو گیا، وہ خیمے اور سامان کو ایسے ہی چھوڑ کر ہر طرف حضرت عمر ﷛ کو تلاش کرنے لگا۔

## خلیفۃ المسلمین کو دیکھ کر رومی قاصد کی حیرانی

کسی نے اس سے کہا کہ: عمر اُس کھجور کے درخت کے نیچے ہیں، سفیر اُدھر بڑھا تو دور ہی سے حیران رہ گیا اور حضرت عمر ﷛ کو دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے، حالاں کہ اس وقت تو آپ ﷛ سو رہے تھے؛ مگر سفیر پر ہیبت طاری ہو گئی اور اسی کے ساتھ روح میں ایک خوشی کی کیفیت پیدا ہوئی۔

اگر چہ محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں؛ لیکن اس نے یہ دونوں ضدیں اپنے دل میں جمع پائیں، اس وقت اپنے جی میں کہنے لگا کہ: میں نے کتنے بادشاہوں کی شان وشوکت دیکھی ہے اور بڑے بڑے درباروں میں حاضری ہوئی ہے، کسی بادشاہ کی ہیبت مجھ پر اتنی نہیں چھائی جتنی کہ اِس انسان کے رعب نے میرے ہوش اڑا دیے۔

## اپنے دل سے خطاب

چناں چہ رومی قاصد دل ہی دل میں کہنے لگا: میں شیروں کے جنگل میں بھی پھرا ہوں؛ مگر کبھی ایسا خوف زدہ نہیں ہوا، میں نے بڑی بڑی جنگوں میں صفوں کی صفیں الٹ دی ہیں، میں نے بڑے بڑے زخم کھائے بھی ہیں اور لگائے بھی ہیں، ہمیشہ دوسروں کے مقابلے میں میرا دل مضبوط رہا؛ مگر یہ شخص جو بے ہتھیار زمین پر آرام کر رہا ہے، کیا سبب ہے کہ اسے دیکھ کر میری بوٹی بوٹی لرز رہی ہے، یہ اِس گدڑی والے فقیر کی ہیبت نہیں ہو سکتی، یہ ضرور حق کی ہیبت ہے!!

## حق پہچانتے ہی قبول کر لیا

وہ دل ہی دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ اچانک حضرت عمرؓ بیدار ہو گئے، سفیر نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا، آپ نے جواب دے کر آگے بلایا اور تسلی دے کر اپنے پاس بٹھایا، اس کے ویران دل کو آباد کیا، بہت سی معرفت کی باتیں سمجھائیں؛ گویا شوقین شاگرد کو کامل استاد ملا۔ بس! اب کیا تھا! حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے نکلی حق بات اس کے دل کو جا لگی اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے وطن جانے کے بجائے مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہو گیا۔ (از حکایاتِ رومی، ج:۱، ص:۲۵)

## مسقط کے میوزیم میں

بہرحال! مسقط کا میوزیم ماشاء اللہ! بہت ہی عالی شان، کئی منزلوں پر مشتمل ہے، اس میں ایک شعبہ اسلامیات کا بھی ہے، وہی ہماری دل چسپی کا موضوع تھا۔

جب اسلامیات والے شعبے میں داخل ہوئے تو وہاں بہت سارے قرآنِ مجید کے نسخے، کتابیں، مخطوطات اور دوسری تاریخی یادگاریں موجود تھیں، اس میں خاص کر ایک کتاب دیکھی، جس کے شروع میں اس کے مؤلف نے ایک نقشہ بنایا تھا، جس کے بیچ میں کعبۃ اللہ تھا اور اس کے اردگرد کونسے ممالک سے کونسی سمت میں کعبۃ اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، ان کا نقشہ بنا کر اس کو بہت عمدہ طریقے سے سمجھایا تھا۔

پہلے زمانے میں جب آج کی طرح جدید آلات اور معلومات کے وسائل نہیں تھے، اُس زمانے میں اس طرح کا نقشہ بنانا حیران کُن بات ہے، یہ نقشہ اِس لیے بھی اہم ہے کہ ہر ملک کے باشندوں کو اِس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ہمارے ملک میں کعبۃ اللہ کونسی جہت میں آتا ہے۔

## عمان کو الوداع

وقت کی کمی کی وجہ سے مسقط کے پورے میوزیم کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا؛ اس لیے کہ اس دن دوپہر میں ہماری روانگی تھی۔

وہاں سے آگے چل کر راستے میں ایک جگہ سمندر کے کنارے بھائی عمر نے گاڑی روکی، وہاں بہت خوب صورت نظارہ تھا، پھر مسقط کا مشہور، مقوی، مُفرِح حلوہ جو کھجور، شہد، کلونجی اور نہ جانے کتنی چیزوں سے بنایا جاتا ہے، بھائی عمر فاروق سب کے لیے بہ طورِ ہدیہ لے آئے، پھر وہاں سے ایئر پورٹ پہنچے، پھر آدھے گھنٹے میں دُبئی آ گئے۔

## دبئی میں آن لائن خطاب

دبئی میں دوپہر کا کھانا بھائی سلیمان کے گھر کھایا، پھر شام کا کھانا حافظ نعیم کے مکان پر تھا، کھانے سے فراغت کے بعد انھوں نے مجھ سے درخواست کی کہ یہاں لوگ دیر رات تک بیدار رہتے ہیں؛ اس لیے ایک آن لائن بیان کی مجلس ہو جاوے تو اچھی بات ہے؛ چناں چہ ان کی درخواست پر بندے کے بیان کی ایک مجلس ہوئی جس میں کچھ لوگ سامنے حاضر تھے اور ایک بڑے مجمع نے آن لائن سنا۔

اس کے بعد بندہ ممبئی کی فلائٹ کے لیے ایئرپورٹ روانہ ہوا۔

## رفقائے سفر کا ہمّت کا کام

اِس پورے سفر میں ہمارے تمام ساتھیوں نے کھانے-پینے کے معاملے میں بڑی ہمت دکھائی؛ کیوں کہ سفر میں ناشتے، کھانے اور پینے کے واسطے کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے، دوسری طرف اس طرح کے سفر میں وقت کا نقصان نہ ہو اس چیز کا بھی بڑا خیال رکھنا پڑتا ہے؛ چناں چہ ہم صبح بالکل مختصر چائے-ناشتہ کر کے اپنی قیام گاہ سے نکل جاتے تھے، پھر شام کو کبھی مغرب، کبھی عشا کے بعد؛ بلکہ ایک مرتبہ تقریباً رات ۱۲/ بجے کھانے کا موقع ملا تھا، اس کی وجہ سے ہمارا بہت سارا وقت کام میں استعمال ہوا۔

ہاں! البتہ گاڑیوں میں پھل-فروٹ، سینگ-چنے، پستے، پوپ کون وغیرہ موجود رہتا تھا، جس سے سفر کی مسافت طے کرنے کے دوران ہلکا پھلکا ناشتہ ہو جایا کرتا تھا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس سفر کو بے انتہا قبول فرماوے، اس کو علمی ترقیات کا باعث وذریعہ بناوے، آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین